سلسلۂ انتخابِ منظوماتِ کشمیری : ۹

عبدالاحد نادمؔ

مؤلفہ

میر غلام رسول نازکی

جموّں و کشمیر کلچرل اکادمی سرینگر

۱۹۶۱ء

کاتب :- غلام رسول

بار اوّل : جنوری سنہ ۱۹۶۱ء
تعداد : ایک ہزار
قیمت : ڈیڑھ روپیہ
مطبوعہ : بروکاز پریس سرینگر

فہرس

تعارف ۵
تبصرہ ۱۸
انتخابِ کلام ۳۰

حالاتِ زندگی

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا

وہ پروانۂ شمع رسالت، جس کا نام قلم کی زباں پر آتا ہے تو قلم جھومنے لگتا ہے۔ اسرارِ نبوّت کا وہ راز داں، جس کے قلم نے توصیفِ نبوی میں وہ سدا بہار پھول کھلا دئیے جن کی خوشبو سے مشامِ جاں قیامت تک معطر رہے گا۔

نادمؔ رح کے خاندانی حالات کے بارے میں زیادہ باتیں معلوم نہیں، اتنا پتہ چلا ہے کہ اُن کے والدِ بزرگوار غلام محی الدین صاحب سری نگر میں رعناواری کے محلہ میشاہ کے رہنے والے تھے اور درگاہِ حضرت میاں شاہ صاحب کے خادم بھی تھے۔ پیشہ کتابت تھا۔ رُوحانی منازل طے کر چکے تھے اور رشد و ہدایت کا دروازہ کھلا تھا۔ ان کی شادی ایک ایسے خاندان میں ہوئی تھی جس کا تفصیلی حال لکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اس سے نادمؔ رح کی شاعری پر روشنی پڑتی ہے۔

آج سے کم وبیش ساڑھے تین سو برس پہلے ایک بارسوخ اور صاحب اثر کشمیری پنڈت گنیش کول دتاتریہ کے نام سے کھویہ ہامہ میں رہتے تھے۔ وہ ایک روز اپنا جاہ و حشم اور خاندان لے کر لدرہ ون کی تیرتھ یاترا پر جارہے تھے اُن کا خاندان اور نوکر چاکر پیچھے تھے۔ پنڈت گنیش کول، خود گھوڑے پر سوار آگے نکلے۔ وٹلب کی پہاڑی پر پہنچے۔ وہاں چشمے پر ایک درویش سیرت بزرگ کو دیکھا۔ دل اُن کی طرف خود بخود کھچنے لگا۔ گھوڑے سے اُترا۔ چشمے پر پانی پیا، منہ ہاتھ دھویا اور درویش کے سامنے آکر ادب سے سلام کیا۔ درویش نے پوچھا ــ "پنڈت کہاں جارہے ہے؟" گنیش کول نے جواب دیا۔ "حضور! میں خدا کی تلاش میں جارہا ہوں۔" درویش بولے۔ "اگر کوئی تمہیں تمہارے معبود سے یہیں ملادے تو؟" گنیش کول بولا۔ "تو مجھے در در کی خاک چھاننے کی کیا ضرورت ہے؟" درویش نے گنیش کول کی طرف توجہ عالی کی عنایت کی بارش کی۔ پنڈت کے دل سے غفلت کے پردے ہٹ گئے اور اُس نے اپنے آپ کو بھی دیکھا اور اپنے خالق کو بھی بے نقاب پایا۔ وہیں درویش کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔ اور واپس لوٹا۔ یہ درویش حضرت مخدوم شیخ حمزہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ تھے اور گنیش کول کا نام حضرت نے شیخ غازی رکھا۔ جس نے سلوک کے منازل کو تیزی سے طے کیا اور اپنا مقام بنالیا۔ وہ وفات پاگئے اور موضع ماڈر بانڈی پورہ کشمیر میں آسودہ ہوئے۔ اُن کا مزار اب تک مرجع خلائق ہے

روایت ہے کہ شیخ غازی نے پیرِ کامل کے دستِ حق پرست پر بیعت کرتے وقت عرض کی تھی کہ میں دین اور دُنیا دونوں چاہتا ہوں۔ دُنیا میں بھی عسرت اور افلاس کی زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا۔ پیرِ کامل نے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری آرزو پوری ہوگی اور نہ صرف تم، بلکہ تمہاری سات پُشتوں کی دُنیا و دین کا ذمّہ وار میں ہوں۔ ان ہی شیخ غازی کی اولاد میں سے شیخ محمد فاضل زونی مری اور شیخ محمد یعقوب چھتہ بلی ایسے بزرگوار بھی پیدا ہوئے۔ ان ہی کی اولاد میں سے ایک مشہورِ روزگار بُزرگ شیخ غلام رسول شیواؔ تھے۔ عبدالاحد نادم رح کے نانا یہی شیواؔ تھے۔ شیواؔ کو اللہ نے بڑی نامور اولاد عطا کی۔ ان میں سے حسن شاہ مؤرخ کشمیر اور غلام احمد جیدؔ وہ دو بُزرگ ہیں جن کو نہ صرف کشمیر بلکہ بیرونِ ہند میں بھی شہرت حاصل ہوئی ہے۔ شیواؔ کا ایک اور فرزند محمد شاہ تھا جو اپنے زہد و پاکیزگی کے اعتبار سے اپنے زمانے کا ولیِ کامل تھا۔ احتیاط، تقویٰ اور خدا ترسی میں اس بزرگ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ عبدالاحد نادم رح کے یہ تین ماموں ـــ حسن، جیدؔ اور محمد شاہ تھے جن سے اُس نے تربیت حاصل کی، فیض پایا اور وہ چیز حاصل کی جس سے وہ خود بھی زندۂ جاوید ہوا۔

حالات بخوبی معلوم نہیں مگر قیاس کہتا ہے کہ نادم کے والد کا انتقال ہوا اور والدہ اپنے بھائیوں کے پاس گامرو ـــ بانڈی پورہ آئی۔ نادم ساتھ تھے۔ نادم کا بچپن یہیں گزرا۔ اپنے ماموں سے رنگ و بُو حاصل کیا یہیں

شعر و شاعری کی طرف اُن کی توجہ ہوئی۔ کیونکہ یہ ایک علمی گھرانا تھا۔ اُس کے علاوہ شیواؔ خود شاعر تھے، حسنؔ شاعر تھے اور جیدؔ شاعر تھے۔ گھر میں رات دن درس و تدریس کے علاوہ شعر و شاعری کا مشغلہ بھی رہتا تھا۔ نادمؔ جسے اللہ نے خداداد ذہانت عطا کی تھی وہ اس ماحول میں کھِل اُٹھا اور اُس کی شُگفتہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں۔ اُس کے ساتھ اُس کے دِل پر عشقِ نبوی کا پرتو بھی پڑا۔ کیونکہ شیواؔ جہاں ایک صاحبِ فکر و قلم بزرگ تھے وہاں وہ عشقِ محمدی میں بھی سرشار رہتے تھے۔ رات دِن یہی چرچے رہتے تھے۔ صبح و شام مدنی محبوب کے تذکرے سے دِل کی کلیاں کھِل اُٹھتی تھیں۔ ان سب چیزوں نے نادمؔ کے اثر پذیر دِل پر تیر و نشتر کا کام کیا۔ وہ جہاں ایک طرف سے فنِ شعر میں کھوئے گئے وہاں دوسری طرف سے وہ عشقِ محمدی میں بھی ڈوبتے چلے گئے۔ اس استغراق اور محویت نے اُسے کندن بنا دیا۔ طالب و مطلوب میں جو دیوارِ وجود حائل تھی وہ مسمار ہو گئی اور نادمؔ کو ہر چیز میں مکی آقا اور مدنی محبوب کا حسین و جمیل پرتو نظر آنے لگا۔ اس پرتو کی جھلکیاں نادمؔ کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہونے لگیں۔ اُس نے بڑی کاوش سے اُن باتوں کا کھوج لگایا جو مدنی آقا کو محبوب تھیں، اُن کو اپنایا۔ اُن باتوں کو تلاش کیا جن سے مکی محبوب کو چڑ تھی، اُن سے اجتناب کیا اور یہ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رسولِ کریم کی تقلیدِ کامل کا ایک جیتا جاگتا نمونہ بنا۔ اب اُس کی تمام صلاحیتیں اسی میں صرف ہوئیں کہ وہ پیغامِ محمدیؐ کو عام کردے۔ یہ سب سے بڑی صلاحیت

شعر و سُخن کی تھی۔ اس کو نادمؔ نے نعتِ رسول کے لئے وقف کر دیا۔ اُس نے اس صنفِ سُخن کو آسمان پر چڑھا دیا۔ اُس نے وہ ملکوتی نغمے گائے جن کو سُن کر جنت کی حوروں نے رقص کیا۔ اُس نے وہ سرمدی نغمے سُنائے جن کی دِل کش تانوں نے فرشتوں کو مسحور اور محوِ حیرت کر دیا۔ مدنی محبوب کا یہ جاں سپار فدائی، مکی آقا کا یہ عاشقِ زار جب نعت پڑھتا ہے تو خُدا اور اُس کے فرشتے رسولِ مقبول پر درود بھیجتے ہیں۔ خود پڑھنے والے کے دِل پر ایک ایسی کیفیت چھا جاتی ہے، جس کا نشہ دُنیا کی کوئی ترشی نہیں اُتار سکتی۔ کشمیر میں اور بھی شاعر ہیں جنہوں نے شعر کے فن کو آسمان پر چڑھایا ہے۔ مگر جو بات نادمؔ کے کلام میں ہے وہ کسی اور شاعر کے کلام میں نہیں۔ اس لئے کہ نادمؔ دِل کا شاعر ہے۔ اُس کی ہر بات دِل سے نکلتی ہے اور ع

دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

اوائلِ زندگی کے حالات معلوم نہیں۔ البتہ شعر و شاعری کی طرف نادمؔ کا لگاؤ بچپن سے تھا۔ ایک واقعہ مشہور ہے کہ بچپن میں وہ اور ان کے ساتھی بھیڑوں کو لے کر چرایا کرتے تھے۔ گرمی کے موسم میں کشمیر میں دھان کے کھیتوں میں مچھر بڑی کثرت سے ہوتا ہے اور شام ہوتے ہی اُن کے نغمہ بار حملے شروع ہو جاتے ہیں۔ مچھروں کی دراز دستیوں نے ان بچوں کو تنگ کیا۔ جو بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔ چنانچہ بیٹھے بیٹھے ایک روز نادمؔ نے نفیس فارسی میں ایک طویل مثنوی لکھ ڈالی۔ اور اُس کا نام "میہہ نامہ" رکھ دیا۔ یہ مثنوی

اب دست یاب نہیں ہوتی۔ اس کا شعر مجھ تک زبانی آیا ہے۔ دیکھئے کیا بے ساختہ شعر کہہ دیا ہے ؎

شرف شاہ از ہول بگر لیتے گہے می نشستے و گہ ایستے

ظاہر ہے کہ اس زمانے میں نادم کی عمر دس بارہ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ کیونکہ کشمیر میں بھیڑیں چرانے کا کام عام طور پر اسی عمر کے بچوں کے سپرد کیا جاتا تھا۔ بھیڑیں چرانے سے ذہن اس حقیقتِ عام کی طرف بھی جاتا ہے کہ کم و بیش تمام انبیا نے بھی بچپن میں یہی کام کیا اور اقبالؒ نے اس مضمون کو کس خوبصورتی سے بیان فرمایا ؎

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی جو ہے تمہیدِ کلیم اللّٰہی

موسیٰ علیہ السلام کی بھیڑیں مشہور ہیں اور مسیح علیہ السلام کا یہ مشہور قول کہ میں بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں اور خود حضرت سرورِ کائنات صلعم کی ابتدائی زندگی کا مشغلہ بھی یہی بھیڑیں چرانا رہا ہے۔ فطرت نے اُن کو اپنے دبستان میں پہلا درس یہی دیا کہ وہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کو راہِ راست پر لانے کی مشق کریں اور کشمیر کے ایک دور و دراز گاؤں میں فطرت انبیائے کرام علیہم السلام کے ایک جاں نثار غلام کو پھر تربیت دے رہی تھی کہ وہ بھیڑیں چرائے اور اپنے دل کو اس نور سے منور کرے جو بھیڑیں چرانے والے انبیا کے دلوں کو منور کر دیتا اور کس شانِ کلیم اللّٰہی سیکھے۔

اور اپنے کلام بلاغت نظام سے افسردہ دلوں کو گرمائے۔ سوئی ہوئی روحوں کو جگائے اور روتی آنکھوں کو نور بخشے۔

نادم جب سنِ رُشد کو پہنچے تو وہ ایک پرہیزگار، متقی اور زاہد مرتاض بزرگ تھے۔ شباب کا جنوں آفریں زمانہ نادم کے لئے بھی ہیجان خیز ضرور تھا۔ وہ بھی حسن و جمال کا شیدائی تھا۔ مگر وہ اُس حسن کا دیوانہ ہو چکا تھا جس کے سامنے دُنیا کا کوئی حسن حسن نہیں۔ وہ اس آفتابِ رسالت کی جھلک دیکھ چکا تھا جس کے سامنے یوسفِ مصری علیہ السلام کا پُر نور چہرہ ستارے کی مانند ماند پڑا تھا۔ نادم کی ابتدائی نعتوں میں اس تاثر کی شہادت موجود ہے۔ وہ ایک ایسی ہی نعت میں کہتا ہے ؎

ڈیکہ لس نور کہِ طور ۔۔۔ گاہ یلہِ ترٛو و تمۍ ماہِ رُخسار

ساسہ بدۍ آفتابہ دِتی تمۍ ریتیے ۔۔۔ مدنی مارہ مُتیے ماٛرہی

زندگی کے ہر ہر قدم پر نادم کو اس بات کا خیال تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کر گذرے جو اُس کے محبوب کے اصول اور فرمان کے منافی ہو۔ وہ اسی لئے راست باز تھے، کیونکہ اُن کا محبوب راست بازوں کا سردار تھا۔ نادم ہر شخص کے غم خوار تھے، کیونکہ نادم کا محبوب عالمِ انسانیت کا غم خوار تھا۔ جان و تن کا رابطہ قائم رکھنے کے لئے کوئی کام ضروری تھا۔ طبابت کا پیشہ اختیار کیا، کچھ اس لئے کہ آبائی ورثہ تھا اور طبیعت کو اس سے فطری مناسبت تھی۔ کچھ اس لئے کہ اُن کے ننھیال میں اُن کے ماموں محمد شاہ

صاحب اپنے وقت کے افلاطون تھے اور کچھ اس لیئے کہ اس پیشے سے عالمِ انسانیت کی خدمت ہوسکتی تھی، بیماروں کی دِل جوئی ہوسکتی تھی۔ مریضوں کے زخموں پر پھاہا رکھا جاسکتا تھا۔ اور اُن کے محبوب کے اس صِفت کی پیروی کی جاسکتی تھی جو وہ بیواؤں اور یتیموں کی خدمت گذاری کے روپ میں قائم کر گئے تھے۔

جن لوگوں نے نادم کو دیکھا ہے اُن کا کہنا ہے کہ اللہ نے اُن کے ہاتھ میں شفائے کامِل رکھی تھی۔ مایوس العلاج مریضوں کو اُنہوں نے اچھا کیا۔ جن لوگوں کے پاس کچھ نہ تھا اُن کا علاج بھی کرتے تھے اور اُن کے لیئے دواؤں کا انتظام بھی اپنی گرہ سے کرتے تھے۔ جو بیمار صاحبِ استطاعت ہوتے وہ حق الخدمت کے طور پر کچھ دیتے تو اُسے قبول کرتے، مطالبہ یا تقاضا نہ کرتے۔ اللہ تعالےٰ کو رِزق کا ضامن سمجھتے اور وہ نادم کی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا، کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں بڑے نفاست پسند تھے۔ کسی نے اُن کو میلا کپڑا پہنے نہیں دیکھا۔ عام طور پر سبز رنگ کا عمامہ پہنتے اور کپڑے سفید برّاق ہوتے۔ کھانے پینے کے معاملے میں جہاں ایک طرف سے تقویٰ کا سخت خیال تھا وہاں یہ بھی تھا کہ سب سے اچھا کھاتے، گوشت بڑی چاہ اور رغبت سے کھاتے۔ پرندوں کے گوشت میں سے مرغی کا گوشت بہت مرغوب تھا۔ اُس مرغی کا گوشت اکثر کھاتے جو صرف ایک انڈا دے چکی ہو۔ کسی کے گھر عام طور پر کھانے سے اجتناب کرتے۔ مریضوں کو دیکھنے

کے سلسلے میں دورے پر جاتے تو اپنا کھانا ساتھ لے جاتے اور جہاں بھوک لگتی وہاں بیٹھ کر کھا لیتے۔ بالعموم کسی ندی کے کنارے بید زار میں بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔ نادم نے ایک خاص دوا ایجاد کی تھی جو وہ پکے ہوئے سالن میں ڈالتے۔ اس سے سالن کے ذائقہ میں کوئی فرق نہ آتا۔ اگر وہ رکھ کر بھی کھا لیا جاتا، گرمی کے ایّام میں بھی اُن کا سالن دو دو تین تین دن تک تر و تازہ رہتا اور یہ سب اُن کی ایجاد کردہ دوا کا اعجاز تھا۔

صوم وصلواۃ کے سختی سے پابند تھے۔ فرض روزوں اور نمازوں کے علاوہ بھی نفلی روزے رکھتے اور نفل نمازیں پڑھتے۔ دِن کے اکثر حصے میں خلقِ خُدا کا کام کرتے اور رات کو اکثر بیدار رہتے۔ والدِ مرحوم کا کہنا ہے کہ اُن کی اکثر نعتیں اُن کی شب بیداری کا نتیجہ ہیں۔ فکرِ سُخن بالعموم آدھی رات کے بعد شروع ہو جاتی۔ زیادہ پُر گو نہ تھے، مگر جو کچھ کہا ہے وہ بے عیب اور نقائص سے پاک ہے۔ اس میں سوز و گداز ہے، فن کا کمال ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ خلوص ہے۔ کسی محتاج اور غریب کی حالت دیکھ کر دِل بھر آتا اور حتی الامکان اُن کی تکلیفوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتے۔

اُن کے تقوے کا ایک واقعہ میں نے اپنے والدِ مرحوم میر غلام مصطفےٰ صاحب نازکی سے سُنا ہے۔ " فرماتے تھے۔ ایک روز میں ناترِی گام سے بانڈی پورہ کی طرف آ رہا تھا۔ سنروانی سے آجر تک دو میل کا راستہ گرمیوں میں بہت طویل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس دو میل میں کہیں کوئی سایہ دار درخت

نہیں تھا۔ والدِ مرحوم نے فرمایا۔ ہارساون کے دِن تھے اور دوپہر کے وقت میں ماترہی گام سے آرہا تھا، عین اس دو میل کے درمیان دیکھا کہ نادم بانڈی پور کی طرف سے آرہے ہیں۔ ضعیف العمر تھے اور والدصاحب کو انہیں اس گرمی میں دوپہر کے وقت چلتے دیکھ کر بڑا اچنبھا ہوا۔ علیک سلیک کے بعد اُنہوں نے پُوچھا کہ اس وقت گھر سے نِکلنے کا مقصد کیا ہے۔ نادم پریشان سے ہو رہے تھے۔ وہیں ایک ندی بہہ رہی تھی۔ والدصاحب کو اس ندی کے کنارے لے گئے اور بڑے رازدارانہ لہجے میں فرمایا کہ بھائی میں ایک عجیب مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہوں۔ تم سے کہتا ہوں، شاید تو میری کوئی مدد کرسکے! فرمایا کہ کل رات ماترہی گام سے ایک شخص آیا اور اصرار کیا کہ میں اُس کی بیمار ماں کو دیکھ لوں۔ اُس کو مجبور پاکر میں گیا اور اُس کی ماں کو دیکھا مجھے معلوم ہوا کہ وہ چند گھنٹوں کی مہمان ہے۔ میں نے اُسے تسلّی دی اور اُس سے کہا کہ معاملہ خدائے بزرگ و برتر کے سپرد کرو۔ وہ زندوں کو مارنے والا اور مُردوں کو جلانے والا ہے۔ وہاں سے نِکلتے وقت وہ مجھے آٹھ آنے پیسے دے گیا۔ میں نے لینے سے انکار کیا مگر اُس نے جبرًا وہ آٹھ آنے میری جیب میں ڈال دئے اور میں چلا آیا۔ آج صُبح معلوم ہوا کہ مریضہ چل بسی ہے۔ اب اُس آدمی کو وہ آٹھ آنے واپس دینے جا رہا ہوں، لیکن کل سے اس پریشانی میں گرفتار ہوں کہ کل شام سے ایک آدمی کے آٹھ آنے میرے پاس بلاوجہ رہے اس کا کیا جواب دوں۔ یہ کیا مجھ سے

اس کے لئے بازپُرس ہوگی؟ میرے والد صاحب جب یہ واقعہ بیان کرتے تو اشک بار ہو جاتے اور کہتے کہ میں دیر تک نادمؔ کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ دُنیا ابھی اسی لئے قائم ہے کہ اس میں نادمؔ ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔

سہ جی رہے ہیں ابھی کچھ اگلے زمانے والے

اس ایک واقعہ سے نادمؔ کے سارے کردار کو جانچا جا سکتا ہے اور اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس آدمی کا سلوک اپنوں سے کیا ہوگا اور بیگانوں سے کیا۔ دوستوں کے ساتھ اس کا برتاؤ کیا ہوگا اور دُشمنوں کے ساتھ کیا؟

اولاد کے معاملے میں نادمؔ زیادہ خوش نصیب نہیں تھے۔ اُن کا ایک فرزند نجم الدین تھا۔ وہ اگرچہ عام انسانوں کے معیار سے بزرگ اور خدادوست تھا، مگر نادمؔ کے پاس زہد و تقوے، احتیاط اور پرہیزگاری کی جو کسوٹی تھی اُس پر پُورا نہ اُتر سکا۔ اس لئے باپ بیٹوں میں نباہ نہ ہو سکا۔ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد نادمؔ بانڈی پورہ سے چلے آئے تھے اور ادم پورہ بڈگام کے پاس ایک گاؤں بٹہ ہار میں سکونت اختیار کی تھی۔ آخری عمر میں، واپس گامرو بانڈی پورہ آئے تھے مگر اُن کا اہل و عیال بٹہ ہار ہی میں رہا اور اُن کا فرزند نجم الدین بھی وہاں رہتا رہا۔ بٹہ ہار ادم پورہ سے ایک دفعہ میرے والد بزرگوار کے نام خط لکھا۔ وہ ہمارے کاغذوں میں آج سے دس بارہ برس پہلے تک محفوظ تھا۔ اس کا پہلا جملہ مجھے اب تک یاد ہے ـــــ "نورُ الابصار، سمک الغفار پسر ناہنجار، خلف بدکردار، نجم دُم دار، دیروز بوقت نصف النہار وارد

بڑہ ہار گردید۔" اس سے اُن کی اس ذہنی تلخی کا اندازہ ہوتا ہے جو ان کو اپنے بیٹے کے خلاف تھی۔ خدا بخشے نجم الدین صاحب بھی چند برس ہوئے اللہ سے جا ملے۔ اُن کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک بانڈی پورہ میں ایک اچھے بزرگ غلام مصطفےٰ صاحب حقانی کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ دوسری کا عقد بانڈی پورہ کی جامع مسجد کے امام پیر بہاؤ الدین صاحب مرحوم کے ساتھ ہوا تھا۔ اور تیسری بیٹی مولوی[1] عبدالعزیز صاحب کی رفیقہ حیات تھیں۔ مولوی عبدالعزیز صاحب آج کل جامع مسجد بانڈی پورہ کے امام ہیں۔ نادمؔ کی دو بیٹیوں کی اولاد ابھی تک بقیدِ حیات ہے۔ تیسری بیٹی کی کوئی اولاد زندہ نہ رہ سکی۔

تاریخ ولادت کے بارے میں کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی، البتہ اُن کے قریب بیٹھنے والوں نے کہا ہے کہ وہ ۱۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اُن کی وفات ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔ والدِ مرحوم نے ان کی تاریخ وفات یوں لکھی تھی ؎

اے دریغا سروِ بستانِ رشد　　جائے کردہ از قضا زیرِ لحد
گفت ملہم سالِ وصلِ آں ہمام　　نعت خوانِ احمدی عبدِ احد
۱۳۲۹ھ

اس حساب سے نادمؔ کم و بیش ۷۱ سال زندہ رہے جو اُس زمانے کے معیار سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ اُس دور میں لوگ سادہ زندگی بسر کرتے، جفاکشی سے کام لیتے اور دیر تک زندہ رہتے۔ بہر حال اتنا تو مُسلّم ہے کہ نادمؔ عمرِ طبعی کو پہنچے اور اطمینان سے جانِ جاں آفریں کے سپرد کی۔

[1] مولوی عبدالعزیز صاحب بھی انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آخری ایّام میں اُن پر مجذوبیت کا عالم طاری تھا اور کوتاہ بینوں نے حکم دیا تھا کہ اُن کا دماغ کام نہیں کر رہا۔ مگر کون جانتا ہے کہ یہ شخص جس کے دِل میں عشقِ محمدی کا کوہِ آتش فشاں دہک رہا تھا، کیا دیکھ چکا تھا، کیا سُن رہا تھا اور کیا کہہ رہا تھا۔ کم نظر لوگ کیا دیکھیں اور کیا سمجھیں۔ کم ظرف انسان کیا جانیں، عشق کے متوالوں کی زبان عام لوگوں کی زبان نہیں ہوتی۔ اُن کی نگاہ ہُما شُما کی نگاہ نہیں ہوتی۔

؎ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جب سفرِ آخرت کی تیاری ہونے لگی تو اکثر اشک بار رہتے اور جس وقت جان اپنے مالک کے حوالے کی اُس وقت بھی زبان پر محمدؐ ہی کا نام تھا۔ اُس آقا نے اُس کا ہاتھ نہ چھوڑا تھا جس آقا کا نام لیتے لیتے نادم کی ساری عمر گذری تھی۔ مجھ سے یہ واقعہ مستند لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مرنے سے کئی گھنٹے پہلے نادم روتے جاتے تھے اور اپنی ایک مشہور نعت کے یہ دو بند پڑھتے جاتے تھے ؎

قبرے منزِلہِ یان بو ساوس۔ خبرے واتیم سُتّی غم خوارا
رُکّسے دامن اتھہِ کیتھ تراوس، واوس اتھہِ ونہ ناوس زار

تنہِ کیاہ کرہ عرصاتکِس تاوس، پردٕ نے تھاویم چھس عیب دار
رسوا گژھہ ژُ کتہٕ تُنم ناوس، ناوس اتھہِ ونہ ناوس زار

اللہ اس مردِ مومن کا درجہ بلند کرے!

نادمؔ کی شاعری

نادمؔ کی شاعری کا میدان نعت ہے، یہ بات ذرا بھی مبالغہ آمیز نہیں کہ عربی میں بوصیری رحؒ فارسی میں جامیؔ اور اقبالؔ اور کشمیری میں نادمؔ کم و بیش ہم پلّہ ہیں۔ نادمؔ کی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :-

(۱) نعت

(۲) مناجات

(۳) شہر آشوب

مناجات نادمؔ نے ایک لکھی ہے۔ نعت میں ایک تو پچاس کے قریب نعتیں ہیں، پھر ایک شمایلِ نبوی ہے اور جامیؔ رحؒ کی مشہور نعت زمہجوری برآمد جانِ عالم پر ایک دلکش تضمین ہے۔ شہر آشوب میں اپنے زمانے کے حالات لکھے ہیں اور اپنے سماج کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

نادمؔ کی شاعری کی ابتدا بھی نعت سے ہوئی اور انجام بھی اسی پر ہوا۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ نادمؔ کو صرف نعت خوانوں کی صف میں رکھا جائے اور بس۔ اُن کی شاعری کی ابتدا اُس وقت ہوئی جب وہ بارہ تیرہ سال کی عمر کے

تھے۔ اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں اور وہ ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھے درد کی شدّت کو بہلا رہے تھے، پڑوس میں کسی کے ہاں شادی تھی اور عورتیں وہاں "وَنہ وُن" گا رہی تھیں۔ نادم اسے سُنتا جا رہا تھا۔ "وَنہ وُن" کی دِلکشی میں کلام نہیں۔ نادم کے پہلو میں ایک شاعر کا دِل تھا، متاثر ہوا۔ ساتھ ساتھ درد کی تلخی تھی۔ دونوں چیزیں مِلیں، دونوں کے امتزاج نے ایک لطیف کیفیت پیدا کی اور پہلی نعت نادم نے اسی حالت میں لکھی اور اُسی لَے میں لکھی، جس میں "وَنہ وُن" گایا جاتا ہے۔ اس نعت کا پہلا بند یہ ہے:-

عربی شاہا، مدنی ماہا　　اسہِ گوژھ گژھِ منز گاہا چون

ماہا تعریف چونُوی طاہا　　اسہِ گوژھ گژھِ منز گاہا چون

یہاں ایک دو باتیں تفصیل طلب ہیں، اوّل یہ کہ نادم نے اپنی نعتوں کی لَے "وَنہ وُن" پہ رکھ دی۔ اس کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ پہلا واضح اور بدیہی سبب تو یہ ہے کہ "وَنہ وُن" میں عام طور پر فضول اور بے معنی چیزیں گائی جاتی ہیں۔ نادم نے چاہا کہ اس کی جگہ وہ ایک ایسی چیز تخلیق کریں جو ایک طرف سے تفریح کا سامان بن سکے اور دوسری طرف سے تطہیر کے اسباب بھی پیدا کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ نادم فطرت شناس تھا۔ وہ عورت کی قوّت کا اندازہ کر چکا تھا۔ اُسے معلوم تھا عورت فطرت کا حسین ترین شاہکار ہے۔ عورت کی آواز کے سامنے فولاد موم ہو جاتا ہے۔ اگر عورت کی اس آواز کو صحیح راستہ دِکھایا جائے تو وہ قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ نادم کو وہ واقعہ یاد آیا جب

عمر بن الخطاب رسولِ برحق ؐ کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر کے گھر سے نکلے۔ راستے میں کسی نے پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو؟ تو بولے۔ محمد ؐ کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ وہ شخص ہنسا۔ عمر سمجھے کہ اس کی توہین کی گئی ہے، اُس کی شجاعت کی تذلیل ہو گئی ہے۔ تلوار نکال کر طنزیہ ہنسی ہنسنے والے سے سبب پوچھا۔ وہ بولے "عمر! مجھے تمہاری شجاعت اور دلیری میں کلام نہیں، مگر محمد ؐ کو قتل کرنے سے پہلے تمہیں اپنے گھر کی خبر بھی تو لینی چاہیئے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی دونوں محمد ؐ پر ایمان لے آئے ہیں۔" عمر کھسیانے ہوئے۔ محمد ؐ کے قتل کے ارادے سے پہلے اپنے بہنوئی اور اپنی بہن سے نمٹنے کا فیصلہ کیا اور سیدھے وہیں کا رُخ کیا۔ وہاں پہنچے تو اُن کی بہن کلام اللہ کی تلاوت میں مصروف تھیں۔ عمر کے کان میں بہن کی آواز آئی۔ وہ پڑھ رہی تھیں ــــ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی۔ عمر بھونچکا رہ گیا۔ مگر اس کے باوجود اندر گیا۔ بہن نے قرآن کی آیات کو چھپایا۔ عمر نے بہن اور بہنوئی دونوں کو زخمی کر دیا۔ آخر بہن نے پیش کش کی کہ بھیّا! تشدد سے باز آؤ۔ عقل سے کام لو۔ ہم جس چیز کو کلامِ الٰہی سمجھتے ہیں، تم اسے سُنو۔ اگر تمہارا دل گواہی دے کہ یہ خدا کا کلام ہے تو ایمان لاؤ، نہیں تو جو جی میں آئے، کر گذرو۔ عمر مان گئے۔ بہن نے سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ عمر پر رقت طاری ہو گئی۔ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ اور کلامِ الٰہی کی شدتِ رقت نے اُن کو بے حال کر دیا۔ قائل کر جب کہ یہ کلامِ الٰہی

خدا کی حسین ترین مخلوق یعنے عورت کی زبان سے تلاوت ہو رہا تھا۔ اقبال نے عورت سے خطاب کرتے ہوئے کیا اچھا لکھا ہے ؎

زِ شام ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را

تو می دانی کہ سوزِ قرأتِ تو
دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

ناؔدم جس وقت آشوبِ چشم میں گرفتار تھے تو عورت کی حسین آواز اُن کے دِل کی تاروں کو ہلا رہی تھی۔ انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ عورت کی آواز میں کتنا جادُو ہے، کتنی طاقت ہے اور کتنی کشش ہے۔ اُنہیں عمرؓ اور اُن کی بہن کی تلاوت کا واقعہ یاد آیا۔ اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ عورت کی آواز سے وہی کام لیں گے جو واعظوں کے وعظ، مولود خوانوں کی نعت خوانی اور پیروں کی نصیحت سے نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ ناؔدم نے جس وقت یہ لکھا ؎

ماہا تعریف چو نُومی طاہا

اُن کے ذہن پر عمر رضی اللہ عنہٗ اور اُن کی بہن کی تلاوت کا واقعہ مرتسم تھا اور اسی وجہ سے نعت کے پہلے ہی بند میں اُس سورۂ طاہا کا ذکر آیا جس کی تلاوت عمر رضؓ کی بہن نے کی تھی اور جس نے عمر رضؓ کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا تھا۔

یہ سبب ہے کہ ناؔدم نے نعت لکھنا شروع کیا اور نعت کی وہ ہیئت انتخاب کی جو عورتوں کو مرغوب ہے، جو عورتیں گا سکتی ہیں، شادی بیاہ کے موقعوں پر اپنے زمزموں سے عشقِ رسُول کا تابناک ماحول پیدا کر سکتی ہیں۔ سوائے ایک تضمین اور شمائل شریف کے، جو مثنوی کے انداز میں لکھی گئی ہیں، ناؔدم کے نعتوں

کی ہیئت وہی ہے جو کشمیری "ونہ وُن" کی ہے اور اس میں جو راز کارفرما تھا، اُس پر ابھی تفصیل سے روشنی ڈالی جا چکی ہے۔

اب ایک نظر نادم کے محاسنِ شعری پر بھی ڈال دیجیے۔ زبان جو نادم نے استعمال کی ہے وہ عام فہم ہے، سلیس ہے اور بالعموم وہی ہے جو عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ ہر زبان میں یہ خصوصیت ہے کہ عورتوں کی زبان دِل کش ہوتی ہے۔ کشمیری زبان بھی اس سے خالی نہیں۔ آپ خود اندازہ فرمائیں جس وقت نادم خالص عورتوں کی منجھی اور ڈھلی زبان میں نعت کا یہ بند لکھیں تو دِل پر کیا گذرتی ہے

گُلمِکہٕ اگرہٕ گُلمِکہٕ سیر ییہ   بانہٕ آباہ بَرہٕ تو سے
اُمتس پتہٕ وتھ روزہٕ سوی تٕرِ ییہ   ٹرُییہ درودہٕ پرہٕ تو سے

(سکھیو! آؤ کلمہ طیبہ کے منبع سے نکلے ہوئے علم کے چشمے پر جائیں وہاں اپنے گھڑوں میں پانی بھریں (اسے پئیں اور پلائیں) اس پانی سے رسول کریمؐ کی ساری اُمت رہتی دُنیا تک سیراب رہے گی۔ آؤ سکھیو! رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں)

عورتوں ہی کی زبان میں ایک اور لطیف بند ملاحظہ فرمائیے ؎

یا رسولؐ اسہٕ گیہٕ چانی منہٕ کامن   روٹ چون دامن بوزسانی زار
صلوات سوزوی صُبحن تہٕ شامن   روٹ چون دامن بوزسانی زار

(یا رسولؐ! ہم آپ کی وجہ سے پریشان ہو رہی ہیں، ہمارا دِل آرزو سے

لبریز ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عجز و زاری سُن لیجیے۔ ہم آپ پر صبح و شام درود بھیجتی ہیں، ہماری عجز و زاری سُن لیجیے۔)

مجھے اعتراف ہے کہ میں کشمیری زبان کے اس حسین لفظ "منہٕ کامن" کا ترجمہ نہیں کر سکا ہوں، اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔

نادم کے کلام میں اکثر جگہ ترصیع کی صنعت پائی جاتی ہے، مثال دیکھیے:

اسہِ گے اُندرہی نارہ تُیتیے　　بسہِ نار اسہِ ترٛوو وسہِ بلے آرہی
لسہِ کتہِ یس آسہِ بے مروتیے　　مدنی مارہ مُتیے مارہی

الفاظ کی دِل نشینی اور رعایت دیکھیے، اس کے باوجود یہ بات بھی ذہن میں رکھیے کہ روانی کا ایک دریا بہہ رہا ہے۔ کہیں بھی یہ گمان نہیں ہو رہا کہ شاعر کو الفاظ ڈھونڈنے میں کسی دِقت کا سامنا کرنا پڑا ہے یا کاوِش سے کام لیا گیا ہے۔ اسی نعت کا ایک اور بند ملاحظہ فرمائیے ؎

کمہِ وتہِ رَو ترٛوو سروقا مُتیے　　گرٛاین پتہ پتہ لگہٕ ہوس پارہی
ژھاین تہِ کرہٕ ہوس نالہ مُتیے　　مدنی مارہ مُتیے مارہی

فرمائیے اس بندھ کو پڑھ چکنے کے بعد آپ کے دِل پر کیا گُذری ہے؟

(اُس میرے سروقامت محبوب کا گُذر کہاں سے ہوا، معلوم ہو جاتا تو ہم اُس کی چال پر قربان ہو جاتے اور اُس کے سایے سے گلے مِل لیتے۔ مدنی محبوب نے ہمیں مار ڈالا ہے)

ایک مسلسل نعت میں نادم نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

انبیائے سلف کا باہمی تعلق بیان کیا ہے اور اس خوبصورتی کے ساتھ لکھا ہے کہ اس نعت کو ایک دفعہ پڑھنے کے بعد حافظے میں جم کر رکھا جا سکتا ہے۔ اس کو پڑھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ نادم نے قافیہ پیمائی نہیں کی ہے بلکہ مضامین کی آمد نے خود قوافی اور مناسب الفاظ کو دعوت دی ہے کہ وہ آئیں اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں، ملاحظہ ہوں اس نعت کے چند بند:۔

نورٕہ چانہٕ آدم اوس تابانہ سجدہ اڈہ دوونس باتکرار
کوٚرنہٕ ابلیسن تۄ گوویرانہٕ شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

(آپ کے نور سے آدم علیہ السلام کی جبین تابناک تھی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کی مشیت نے آدم کے سامنے فرشتوں کو سربسجود ہونے کا حکم دیا۔ ابلیس نے انکار کیا اور برباد ہوا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ! ہمیں اپنے دیدار سے سرافراز کر)

نوٗح اوس یچہ نوٗحی کشتی بانہ لیٚشتہ چانہٕ لوٚب تمۍ صدرس تار
بوٚنٛھ ٹوٚگ داپہٕ کارہ تمہِ طوفانہ شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

(نوح علیہ السلام اس کشتی کے ملاح تھے جس کا رخ آپ کی طرف تھا۔ آپ کی حمایت سے وہ طوفانی طمانچوں سے بچ کر نکلے اور ساحلِ مراد پر لنگر انداز ہوئے۔ اسے محبوبوں کے بادشاہ ہمیں اپنے دیدار سے سرافراز کر!)

اس نعت کے تمام بند کس طرح کے ہیں کتاب کے آخر میں اس

کے چند اور بند اور اُن کا ترجمہ شامل کیا جا رہا ہے۔

معنی آفرینی اور استدلال کے معاملے میں بھی نادمؔ لاجواب شاعر ہے۔ وہ حیاتِ نبوی کے قائل ہیں۔ حضورؐ کے انتقالِ ظاہری کو ایک حجاب اور پردہ سمجھتے ہیں اور اپنے اس دعوے کی تائید میں دلیل پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:-

اَدبرہ تلٔ آفتابہ ییتھ آسانی فاش نہ تہ گاش چھس پیدا وار
سہٕ چھُ تیوٗتھ پیدا بیٚیہ پہنانی سہٕ چھُ لاثانی بأنی کار

(بادلوں کے نیچے سورج چھپ جاتا ہے۔ اُس کا وجود ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے۔ مگر کیا اس کی روشنی موجود نہیں رہتی۔ یہی حال نورِ نبوت کا ہے جو اگرچہ فاش نہیں مگر اُس کا نور ہر جگہ جلوہ پاش ہے)
ایک مضبوط اور مستحکم دلیل کو دیکھئے، کس کمالِ فن اور ہنرمندی کے ساتھ ایک چھوٹے سے بند میں پیش کر دیا ہے۔

نادمؔ کی سب سے زیادہ دل چسپ خصوصیت اُن کا خلوص ہے۔ اُس نے جو کچھ لکھا ہے اُس میں ریاکاری نہیں اور یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالی شان کی طرف نادمؔ کی نظر کم گئی ہے اور اُن کے حُسن و جمال کے پہلو نے اس کو مسحور کر دیا ہے۔ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب سمجھتا ہے اور اپنے اس محبوب کے لئے وہ نام تلاش کرتا ہے جن سے اپنایت (INTIMACY) ٹپکتی ہے۔ چند نام جو

اُس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تجویز کئے ہیں، یہ ہیں :- ملگ ٹوٹھ مدنی لالہ، مدنی مارہ موّت، شاہِ خوبانہ وغیرہ۔

نادم کی دوسری چیز اُن کی ایک مناجات ہے۔ اس میں اُس نے اپنی عبودیت اور خدائے بزرگ و برتر کی ربوبیت کا اقرار دِل نشین انداز میں کیا ہے اور جس طرح ایک نیاز مند دِل کو اپنا حال بیان کرنا چاہیئے اُس کا حق ادا کر دیا ہے۔ اندازِ بیان وہی صاف شستہ، دِل نشین اور دِلاویز ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں بڑی چابک دستی سے کام لیا گیا ہے۔ اس مناجات کے چند اشعار بھی سُن لیجیئے ؎

پھولیم نا دِل بلیم نا بے قراری ڈلیم نا غم، ژلیم نا شرماری
خبر رُوزمنہ کر کستام گیو لم پرس گیولم گرس تی تانی میو لم
بو کوّرنس مارہ یُس نفسِ امارن بچھت بو تر و ونس اُمی شہمارن
سو ہ سو ہ چم پانس یہ کیاہ گوم ڈچم بُنیاد نادانس یہ کیاہ گوم
ژنڈن تمہ اُدِتھ میہ رُوزم ار کھورک باغ ز چھم تو ے بر جانہ وِ دِل داغ

نادم کی تیسری تصنیف اُن کا وہ شاہکار شہر آشوب ہے جس میں اُنہوں نے اپنے زمانے کے معاشرے کا جائزہ لیا ہے۔ نادم کا زمانہ کشمیر کی غلامی کے عروج کا زمانہ تھا۔ غلامی کے جو خصائص ہوا کرتے ہیں اُن کی کشمیر میں کمی نہ تھی۔ معاشرہ مجذوم و مبروص ہوا تھا۔ جھوٹ، فریب، دغا، ریاکاری اور چھل کپٹ نے تو ہر فرد کو ڈس لیا تھا اور ساری قوم ناکارہ اور

معطل ہو کر رہ گئی تھی۔ نادم اس قسم کے شاعر نہ تھے جنہوں نے ایک فرضی دُنیا قائم کی ہوتی ہے، جو واقعات کی دُنیا میں رہنا نہیں چاہتے۔ جو تخیلات کی دُنیا میں اپنی جنت تلاش کرتے اور عمل سے غافل ہونے کا جواز ڈھونڈ نکلتے ہیں۔ نادم اسی کرۂ ارض کے رہنے والے تھے۔ ایک حساس دِل اور دُور رس نگاہ رکھتے تھے۔ چنانچہ اپنے ماحول اور اپنے گردوپیش سے وہ متاثر ہوئے۔ دِل نے جو تاثر قبول کیا اُسے ایک شہر آشوب کی صورت میں قلم بند کر لیا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ جاگیر دارانہ نظام نے استحصالی عناصر کو جنم دیا ہے اور یہ عناصر سینکڑوں بھیس بدل کر سامنے آتے ہیں۔ مُلا، واعظ، حاکم، پیر، سوداگر، سُود خوار ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں اور ایک ہی جاگیر دارانہ نظام کی پیداوار۔ نادم نے جو شہر آشوب لکھا وہ اپنے سماج کے خلاف ایک خوف ناک چیخ ہے اور کہیں کہیں یہ چیخ اتنی تلخ ہو گئی ہے کہ ایسا نظر آتا ہے جیسے نادم کو اسلوب بیان پر قدرت نہ رہی اور وہ ایسے الفاظ کہہ گئے جو اُن کی شان کے شایان نہ تھے۔ مُلاؤں کے بارے میں نادم نے اپنے شہر آشوب میں اسی طرح کا انداز اختیار کیا ہے۔ اس شہر آشوب کے چند بند بھی اس کتاب کے آخری حصے میں ملاحظہ فرمائیے۔ جہاں ان کا اُردو ترجمہ بھی شامل ہوگا۔

نادم کی چوتھی تصنیف شمائلِ نبوی اور ایک نعت ہے جو جامی علیہ الرحمہ کی مشہور نعت کی تضمین ہے۔

شمائل شریف میں نادم نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے

سو بڈاہ سُترہ کون ہیتھ آمژ   چھ خریدار یُوسفس ڈرامژ

رِیوَت میہ سُوی دخل خوش بیانس منز   یُوتھ ہیم ناو نعت خوانن منز

(ایک بُڑھیا سُوت کی انٹیاں لے کر آئی۔ لوگوں نے کہا کہاں جارہی ہو۔ بولی یُوسفِ مصری بِک رہا ہے۔ میں یہ سرمایہ لے کر جارہی ہوں۔ لوگ ہنسے۔ تو وہ بولی! میں جانتی ہوں، یُوسف کی قیمت کیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میرے سرمایہ کی لباط کیا ہے۔ لیکن کیا اس طرح میں خریدارانِ یوسف کی فہرست میں شامل نہیں ہوتی؟ یہی حال میرا ہے۔ میں نے بھی خوش بیانوں کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑا تاکہ میں بھی نعتِ رسول لکھنے والوں میں شمار کیا جاسکوں۔"

نہ صرف یہ کہ شمائل شریف میں نادم نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے جسدِ مُبارک کی جُزئیات اور تفصیلات بڑی کاوِش سے لکھی ہیں بلکہ حضورؐ کے عادات واطوار، معجزات اور سیرت کے اکثر پہلوؤں کو نادم نے بڑے دِلاویز انداز میں پیش کیا ہے۔ شمائل شریف کے کچھ حصے اور نعت کے کچھ حصے بھی اس کتاب کے آخر میں ترجمہ کے ساتھ دئے جارہے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو اندازہ ہوسکے کہ نادم نے شمائل نبوی لکھتے وقت کس احتیاط اور ہوش مندی سے کام لیا ہے۔ ایسا نہ ہو خدانخواستہ کوئی غلط بات حضورؐ کے ساتھ منسوب ہوجائے!

شمائل شریف کے آخر میں نادم نے التجا بجناب رسالت مآب کے

عنوان سے ۲۹ شعروں کی ایک نعت مثنوی کے انداز میں لکھی ہے جس کا ہر شعر تیر و نشتر کا کام کر رہا ہے اور مصنف کے اُس دِل کا پتہ دے رہا ہے جس کو عشقِ نبوی کی آگ نے آتشکدہ بنا دیا تھا۔

شمائل شریف کی تاریخ بھی مصنف نے خود لکھی ہے :۔

حمد بے حد خُدائے برحق را　　　کہ بمن داد عزو رونق را

آنکہ کردم بیاں شمائلِ خاص　　　از سراپا رسول اشفق را

سال نظمش نوشت شارح عقل　　　شرح آں حسن قدرُ الحق را

اس حساب سے شمائل نبوی نادم نے ۱۳۲۲ ھجری میں لکھا۔ اس کے بعد وہ کم و بیش سات سال زندہ رہے اور ۱۳۲۹ ھ میں اُس رحمتِ تمام سے جا ملے جس کے گُن اُس نے ساری عُمر گائے، جس کے سرمدی نغموں سے کشمیر کی سرزمین آج بھی نغمہ زار ہے

خُدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نعت

مدنی مطلعہ ماہِ تابانہ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دیدار
قرشی مرسلہ، عربی خوانہ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دیدار

اے چودھویں کے چاند جو مدینہ کے اُفق سے طلوع ہوا، اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔ اے قریشی مُرسل، اے عربی خواں پیغمبر! اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

نوٗرِ چانہِ آدم اوس تابانہٕ
سجدہ اَدہ ڈِیاوِنس باتکرار
کوٗرنہ ابلیسن تہٕ گو دیرانہ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دیدار

آدم علیہ السلام کی جبین آپ کے نوُر سے تابناک تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے آدم کے سامنے فرشتوں کو سربسجود ہونے کا حکم دیا۔ ابلیس نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور برباد ہوا۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

نوحؑ اوس چونُی کشتی بانہ
لُشتہٕ چانہِ لوٗب تمٕ صدری تار

یوٗژھ نوٗگ، وارہ کارہ تمہِ طوفانہ

شاہِ خوبانہ ہاو دِیدار

نوح علیہ السلام اُس کشتی کے ملاح تھے جس کا رُخ آپ کی طرف تھا۔ آپ کی حمایت سے وہ طوفان کے طمانچوں سے صحیح و سالم ساحلِ مُراد پر لنگر انداز ہوا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

ابراہیمس چھانہِ نوٗرانہ

نارِ نمرودس گوس گلزار

فرزند کوٗرنے تِہی قرُبانہ

شاہِ خوبانہ ہاو دِیدار

ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی بھی آپ ہی کے نوٗر سے منوّر تھی، اس لئے نمرود کی آگ اُس کے لئے گلزار بن گئی۔ ابراہیمؑ نے اپنے عزیز فرزند کو آپ ہی کے نام پر قربان کیا تھا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

شاہِ یوٗسف سوی ماہِ کنعانہ

لیھہس درشُن اکھ سمسار

خرمنہ چانہِ منزہ اوس اکھ دانہ

شاہِ خوبانہ ہاو دِیدار

حضرت یوسف علیہ السلام، جو ماہِ کنعان کے نام سے مشہور ہیں، جن

کی ایک جھلک کی قیمت ایک پوری دنیا تھی، وہ بھی حضور کے خرمن حسن و جمال میں ایک دانے سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چوب دار چون اوس ابنِ عمرانہ
عاصہ اژدہ سپدُس خاصہ شہمار
یدِ بیضا چھُس چون بُرہانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

موسیٰ ابن عمران علیہ السلام آپ کے نقیب اور چوبدار تھے۔ اسی لئے عصائے موسوی میں یہ اہلیت تھی کہ وہ اژدہا بن سکتا تھا۔ موسےٰ کے پاس یدِ بیضا کا معجزہ بھی آپ ہی کا برہان تھا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

عیسیٰ برونہہ ییتھ پتھ دراو پانہ
سپدُوی پیرَو تہ تابع دار
دین چون پالہ یلہ وسہ اسمانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

مسیح علیہ السلام اگرچہ آپ سے پہلے آئے مگر خود پیچھے ہٹ گئے اور آپ کے پیرو اور تابع فرمان ہو گئے۔ وہ آسمان سے اُتریں گے تو آپ کے دین کی حمایت کریں گے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

اس نعت میں آگے چل کر نادمؔ نے سراپائے رسولؐ کا دِل نشین نقشہ پیش کیا ہے اور جس طرح ایک عاشقِ زار اپنے محبوب کی ہر چال اور اس کے ہر نقش کو بڑے غور و فکر سے دیکھتا ہے مگر اس کا جی نہیں بھرتا اسی طرح نادمؔ نے سراپائے رسولؐ کی جزئیات کو بڑے دِل نشین انداز میں پیش کیا ہے :۔

حُسنُک تہٖ نازُک سرورِ وانہٖ
نوٗرُک شمشاد خوش رفتار
طوٗبئے قد چوان کیاہ شوٗبانہٖ
شاہِ خوٗبانہٖ ہاو دِیدار

اے حُسن و ناز کے سروِ رواں! اے نوٗر سے بنے ہوئے خوش رفتار شمشاد، آپ کا قدِ طوٗبیٰ کتنا پیارا لگتا ہے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

سوٗرہٕ نوٗرُک رُت پیشانہٕ
ہفتچہ زوٗنہٕ خوتہٕ پُر انوار
ڈیکہٕ چھوٗن زہرہ در میزانہٕ
شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دِیدار

آپ کی نوٗرانی جبین! سبحان اللہ جیسے سوٗرہٕ نوٗر کا عنوان ہے، جیسے ہفتے کا چاند ہے، جیسے زہرہ برج میزان میں چمک رہا ہے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

وُٹھ چانیٔ وونِہ زِلی ارغوانہ
سو رنگچِ رنگہٕ ول نتہ گلنار
لعل نتہ یاقوت نتہ مرجانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

آپ کے لب نوشیں، جیسے سُرخ ارغوان! جیسے باغ جنت کا حسین پھول، جیسے گلنار! یا جیسے لعل یا یاقوت یا مرجان! اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

دند چانیٔ تابانہ نابد دانہ
دندہ مالہٕ چانہِ زن موختہ ہار
خندہ وِزہِ بندہ چھوی شکرستانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

آپ کے دندانِ مبارک جیسے چمکتے ہوئے نبات کے ٹکڑے ہیں۔ آپ کے دانتوں کی قطاریں، جیسے موتیوں کی مالا ہے۔ آپ مسکرا دیتے ہیں تو شکرستان آپ کا بندہ بنتا ہے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

سراپائے رسول ص کے بعد درود وسلام حضرت رسولِ کریم ص پر، اُن کی اولاد اور اُن کے اصحاب پر بڑے دِل نشین انداز میں پیش کئے گئے ہیں اور پھر نیازمندانہ التجاؤں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

سخت آسے چانہِ پوژھہ سانہِ سُلطانہ
بخت سون ژِ ی چھُک گژھتہ بیدار
رنحت لاگ تتہ چھُوی تخت پۄرارانہ
شاہِ خوُبانہ ہاو دِیدار

اے سُلطانِ عالم! یا رسول اللہ ہم آپ کی دُوری سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ آپ ہمارے بخت ہیں، اب تو جاگئے، لباس زیبِ تن فرمائیے اور یہ دیکھئے کہ تخت آپ کے مُبارک قدموں کا انتظار کر رہا ہے۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

دِینہ بڈِہ رُودُک اسہِ ہیہانہ
چھُوی نہ ذرہ اِیوان سونُوی آر
اِینہ پژِہ، اسہِ گیے سینہ بریانہ
شاہِ خوُبانہ ہاو دِیدار

اے سردارِ دین! آپ نے اپنا رُوئے نازنین ہم سے چھُپا لیا۔ کیا آپ کو ہم پر ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ یہ تو نہیں چاہیئے، دیکھئے ہمارے سینے بریان ہو گئے ہیں۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

ژِ ی چھُک رحمتُک ابر نیسانہ
سایہِ تھاو اسہِ پیٹھ آسے لاچارہ
تاو ژلِہ ساتھاہ ژاو بارانہ
شاہِ خوُبانہ ہاو دِیدار

اے موسمِ بہاراں میں رحمت کی بارش برسانے والے! ہم تنگ آگئے ہیں۔ اپنا سایۂ رحمت ہم پر بھی ڈالیئے۔ ہماری جلی کھیتیاں سرسبز ہوں گی۔ ابرِ رحمت سے بارش برسائیے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

پایہ بڈِہ اُمتکہ سایی بانہ
چھپوِرے سارِیٔن چھُپہِنس وار
اوٗڈ ہرِہ چھون یوٗڈ داما نہٕ
شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دیدار

اے عالی مرتبت سردار! اُمّت کے لیئے آپ کا وجودِ ذی جود ایک سایہ ہے۔ اگر ساری اُمّت اس دامانِ رحمت میں پناہ لے تو وہ اس میں سما سکتی ہے۔ پھر بھی اس میں گنجائش باقی رہے گی۔ اے محبوبوں کے بادشاہ مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانہِ ییِنہٕ ژھیٖتہ گژھہ نارِ ہجرانہ
چانہِ ییِنہٕ یلہِ ہوی چانی بیمار
چانہِ ییِنہٕ دادیٔن بنہِ درمانہٕ
شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دیدار

آپ کے آنے سے ہجر کی آگ بجھ جائے گی۔ آپ کے آنے سے آپ کے بیمار صحت یاب ہوں گے۔ آپ کے آنے سے بیماریوں کا علاج ہوگا۔ اے محبوبوں

کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانۂ ینۂ رحمت وسہِ اسمانۂ
چانۂ ینۂ زحمت ژلہِ یک بار
چانۂ ینۂ بنہ ہن سأنی سامانہ
شاہِ خوبانۂ ہاو دِیدار

آپ کے آنے سے آسمان سے رحمت کا نزول ہوگا۔ آپ کے آنے سے زحمتیں کافور ہوں گی۔ آپ کے آنے سے ہم بے سامانوں کا سامان ہوگا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانۂ ینہ شوٗب لبہ دورِ دہرانۂ
چانۂ ینہ خوٗب گژھ بلبلہٖ ہمار
چانۂ ینہ عالمس داتہِ احسانۂ
شاہِ خوٗبانۂ ہاو دیدار

آپ کے آنے سے زمانے کی سج دھج دوبالا ہوگی۔ آپ کے آنے سے دُنیا کی خوبصورتی بڑھے گی۔ آپ کے آنے سے عالم پر احسان کے دروازے کھُلیں گے اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانۂ ینہ گلہ ہن خانہ ستانۂ
چانۂ ینہ فولہ ہن گل تہ گلزار
چانۂ ینہ تازہ گژھ دین وایمانۂ
شاہِ خوبانۂ ہاو دیدار

آپکے آنے سے خارستان تباہ ہوں گے۔ آپ کے آنے سے پھُول اور چمن کھِل اُٹھیں گے۔ آپ کے آنے سے دین اور ایمان تازہ ہوگا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

اسہِ ہێتہ اُمتس سیتی آلانہ
رحمتس گژھہ ہو اُمید وار
نتہٕ گے یتہٕ کیوٚ تتہٕ حیرانہٕ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دِیدار

یارسوُل اللہ! ہمیں بھی اپنی اُمّت کے ساتھ شامل دیکھیئے تاکہ ہم بھی اُمید وارانِ رحمت میں شریک ہوسکیں۔ اگر ایسا نہ ہوُا تو ہماری دُنیا بھی برباد ہوگی اور عاقبت بھی! اے محبُوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

کرٕہٕ مے زاوُلێن شعرن شانہ
بۄہٕ مے نعتن ہندی طومانہ
یُہٕ مے تہٕ نادم چھُس پرارانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دِیدارہ

یارسول اللہ میں نے آپ کے لئے باریک اشعار کو نکھارا۔ آپ کے لئے نعتوں کے طومار باندھے۔ آپ کی خدمت میں ہدیہ گذارا۔ اب میں نادم منتظرِ التفات ہوں۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

نعت نمبر ۲

عربی شاہا، مدنی ماہا
اسہِ گوژھ گژھِ منزہ گاہا چون
بُتھِ اُسی وُچھہ ہوتھ ہیترِ دل خواہا
اسہِ گوژھ گژھِ منزہ گاہا چون

اے عرب کے بادشاہ! اے مدینے کے اُفق پر طلوع ہونے والے چاند!
آ اور میری اندھیری رات میں اُجالا کر۔ اے ہمارے دِلوں کے محبوب! کیا ہم آپ کا روئے نازنین نہیں دیکھ سکتے؟ آ۔ اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

یکھنا از اسہِ شبِ چاند دا ہا
درہ زان دزِہ زُون ہیلیِہ مندہ چھُن
گاہ چون ڈیشتھ کرِہ واہ واہا
اسہِ گوژھ گژھِ منزہ گاہا چون

آج چودھویں کا چاند ہے، آپ تشریف لائیے۔ چودھویں کا چاند شرمندہ ہو کر ششدر رہ جائے گا۔ آپ کے پرتَو کو دیکھ کر وہ بھی واہ واہ کر اُٹھے گا۔
آ۔ اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

ہمت تھزٕ چھےَ عالی جاہا
اُمت پرورہ! وندہ ہوی کرٕ یون
یزہ ما اسہِ گوکھ ترا اُوتھ ہاہا

اسہِ گوژھ گژھِ منزہ گاہا چون

اے عالی جاہ! آپ کی ہمت کتنی بلند ہے۔ اے اُمت پرور! آپ پر ہم اور ہمارا خاندان نثار ہو۔ کیا یہ لازم ہے کہ آپ ہمیں بھول بیٹھیں؟ آ اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

اسہِ چھِے سنتھ چانٛئی اُمید گاہ

پتہٕ وت ژھِی پھوی پیٹھ تراوون

حاجت وٕنہٕ نکھ چھوٗسی نہ آگاہ

اسہِ گوٗژھ گژھِ منزہ گاہ چون

اے اُمید گاہِ عالم! ہمیں تو بس آپ کا بھروسہ ہے۔ یہاں وہاں ہم آپ کی ضمانت میں ہیں۔ ہم اپنی حاجات کیا بتائیں۔ آپ ہمارے حال سے خوُد واقف ہیں۔ آ، اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

آسے اُسی مُفلِس بر تل شاہ

چاے سانٛئی یتہِ کرِ پایا سون

راے چھنہٕ بلیہِ بنہٕ یژھِ درگاہ

اسہِ گوٗژھ گژھِ منزہ گاہ چون

اے شہنشاہ! ہم آپ کے دروازے پر مُفلس ہیں۔ ہماری کوئی جگہ نہیں، ہمارا چارہ فرمائیے! ہمارا خیال نہیں کہ آپ کی درگاہِ عالی کے برابر کوئی اور مقام بھی ہے۔ آ، اور ہماری اندھیری راتوں میں اُجالا کر۔

مأری چأنی شوقن وأٹی ایذا ہا
اثبات پأنے چھُ دعویٰ سون
اشک چھُوی شاہد آہ گوا ہا
اسہِ گوٗژھ گٹہِ منزہ گاہا چون

ہمیں آپ کے عشق نے تباہ کیا اور کافی ستایا۔ ہمارا دعویٰ ہی ہمارا ثبوت ہے اور اِس دعوے کے دو گواہ اشک اور آہ ہیں۔ آ۔ اور ہماری تاریک راتوں میں اُجالا کر۔

اسہِ کھوٗن شیطأنی سنہِ سوٗن چا ہا
تتھ منز ترأوِن کیاہ اوس لوٗن
رسہ وولہ اسہِ ہأو کھسہٕ نچ را ہا
اسہِ گوٗژھ گٹہِ منزہ گاہا چون

شیطان نے ہمارے لئے گہرے کنوئیں کھود رکھے ہیں اور ہمیں اُنہیں میں دھکیل دیا ہے۔ یہ ہماری شومیٔ تقدیر ہے۔ آپ آئیے اور ہمیں ان کنوؤں میں سے نکلنے کی راہ دِکھائیے۔ آ۔ اور ہماری تاریک راتوں میں اُجالا کر۔

نفسن کرہ نأوی سخت اغوا ہا
گھر گٲو دشمن اسہِ کرزون
کوہس تل زن لأگِن کا ہا
اسہِ گوٗژھ گٹہِ منزہ گاہا چون

نفس نے ہم سے بڑی بڑی بدعنوانیوں کا ارتکاب کرایا اور ہم کبھی اس گھریلو دشمن کو نہ پہچان سکے۔ اس نے توہمیں اس طرح زیر کیا جیسے پہاڑ کے نیچے گھاس کا تنکا ہو۔ آ۔ اور ہماری اندھیری راتوں میں اُجالا کر۔

نادم آسے فریاد نِواہا
بہ تہِ چھس اُمتی عاصی چون
سوز چھم جگرس بوزتم آہا
اسہِ گوژھ گٹہ منزہ گاہا چون

میں نادم فریاد لے کر آیا ہوں۔ میں بھی تو آپ کی گنہگار اُمّت سے ہوں۔ میرا جگر سوزناک ہے۔ میری آہ و بُکا سُن۔ آ۔ اور میری اندھیری راتوں میں اُجالا کر۔

نعت نمبر ۳

حضرت صابنس خاصہ آثارس
لارہ دیدارس پرارہ درگاہ
تسکین بنہِ نا شوقہ کِس نارس
لارہ دیدارس پرارہ درگاہ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ خاص کے دیدار کے لئے درگاہِ شریف جائیں۔ کیا ہمارے شوق کی آگ کو تسکین ملے گی ؟ آؤ، درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

عرض ہیوٗن کرِہ نابخشن ہارس
یہ چھوی سون اُمتی روئے سیاہ
بجہ برأنتہ آمُت مچھہ نارس تہ یارس
لارہ دیدارس پٔرارہ درگاہ

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشنے والے خدائے بزرگ و برتر سے عرض کریں گے کہ یہ ہمارا رُو سیاہ اُمتی ہے اور بڑی بڑی اُمیدیں لے کر منت کرنے آیا ہوں۔ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

حاذِقس لارُن واتہِ بیمارس
راہبر ژھارِہ یُس آسیہ گمراہ
یاور گارُن واتہِ آوارس
لارہ دیدارس پٔرارہ درگاہ

بیمار پر لازم ہے کہ وہ حکیم حاذق کو تلاش کرے۔ گمراہ پر فرض ہے کہ وہ راہبر کو ڈھونڈ نکالے۔ آوارہ کو چاہیئے کہ وہ کسی یاور کی جستجو کرے۔ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

حق سندِہ فضلہ وأتِ تھ شہارس
مکہ بیٹھہ رحمت تہ برکت کیاہ
دولتھاہ یِژھ تہِ ما میلہِ سمبارس
لارہ دیدارس پٔرارہ درگاہ

اللہ کے فضل و احسان سے اس شہر (سری نگر) میں مکہ مکرمہ سے رحمت و برکت کا نزول ہوا۔ کیا ساری دُنیا کی دولت اس کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں۔

نافع عملاہ چھم نہ بدکارس!
شافع دِیوہ کرِہ میثون پایاہ!
نادم چھ نعت خوان تس غم خوارس
لایہ دیدارس پرارِہ درگاہ

مجھ بداعمال نامہ سیاہ کے پاس کوئی عمل ایسا نہیں جس سے مجھے نفع ملے۔ شافعِ محشرؐ شاید میری چارہ جوئی کریں۔ نادم اُس غم خوار نبیؐ کی شان میں نعتیں پڑھ رہا ہے۔ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

نعت نمبر ۴

حضرتِ نبیس لگوے ناوس
واوس زِتھ ونہ ناوس زار
سوال پاوس کوڑھ چکاوس
واوس اتھ ونہ ناوس زار

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پہ ہیں قربان! میں ہوا کو قاصد بناؤں اُس کے ذریعے عرضِ حال کردوں۔ ہوا کی میں منت مانوں گا

اُسے رشوت دے دونگا۔ میں ہوا کو قاصد بناؤں گا اور اس کے ذریعہ سے

عرضِ حال کروں گا۔

اُمتکی احوال ہو گُذراوس

ہمتک لوٗ مُت سون سردار

اُمتیچ شفقت ہو تہِ آزماوس

داوس اتھِ ونہ ناوس زار

میں اُمت کے حالات حضور ؐ کی خدمت میں گذاروں گا۔ ہمارا سردار بڑی

ہمت والا اور عالی حوصلہ ہے۔ آج ذرا میں آزما تو لوں اُن کے دِل مقدس میں

اُمت کی کتنی شفقت ہے۔ ہوا کو قاصد بنا کر اُس کے ذریعہ عرضِ حال کروں گا۔

تاو آم دِلہِ کس آمہ تاوس

چھاو آم جگرس ہیوٗ تمنم نار

رحمتک دریا چھُ ترٛیش منگناوس

داوس اتھِ ونہ ناوس زار

دِل کی جلن میں شعلے اُٹھنے لگے ہیں۔ جگر تپ گیا ہے اور آگ لگ گئی

ہے۔ وہ دریائے رحمت ہے۔ وہاں سے میری پیاس بجھ جائے گی۔ ہوا کو قاصد

بنا کر میں اُس کے ذریعہ عرضِ حال کروں گا۔

ساے چھم دأدی لد کھنہ سونبراوس

ماے چھم پرہ سے لولہ اشعار

مشتاق سائرِی لولہٕ مس چاوس

داوس اتھہٕ ونہ ناوس زار

میرا ارادہ ہے کہ میں چند عاشقانِ رسول کو جمع کروں گا اور اکٹھے مِل کر ہم سب محبت بھرے گیت گائیں گے۔ تمام عاشقانِ رسول کو مست و مدہوش کروں گا۔ ہوا کو قاصد بنا کر میں اُس کے ذریعہ عرض حال کروں گا۔

شوقہ نارہ منقلہٕ بو سندراوس

عشقہ جلاوس دِہہٕ اوتار

عاشق یم چھِس تِم تنبہ لاوس

داوس اتھہٕ ونہ ناوس زار

میں منقل کو عشق کے انگاروں سے بھر دوں گا۔ عشق کی آنچ کو اور تیز کروں گا۔ جتنے عاشق ہیں اُن سب کو مچلنے دوں گا۔ ہوا کو قاصد بنا کر میں اُس کے ذریعہ عرض حال کروں گا۔

گرم آبہ اشکی کھور زٕہی ناوس

چشمہ زٕہ تہٕ وندہس تھاوے سار

خشک لبہ سیتیٚ اَدہ پاد وو تھراوس

داوس اتھہٕ ونہ ناوس زار

آنسو کے گرم پانی سے حضورؐ کے پاؤں دھولوں گا۔ اگر وہ منظور فرمائیں تو اپنی دو آنکھیں نثار کروں گا۔ اپنے خشک ہونٹوں سے گیلے پیروں کو سکھاؤں

گا۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

جان وِ دِل دوٗنوے آیت تھاوس
خوش گژھِ دوٗنی چھُم مختار
پھیرِ نا یور کُن نیرِ ہیُم ہاوس
واوس اتھِ وِنہ ناوس زار

جان اور دِل دونوں اُن کے آگے حاضر رکھوں گا۔ وہ مختار ہیں، چاہے دونوں چیزیں قبول فرمائیں۔ کاش وہ اس طرف دیکھیں اور میری تمنائیں بھر آئیں۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

اڑِ سرِ پنہٕ نی ذرہ ذرہ باوس
ڈرہ سیتی مرہ مرہ چھُم لبیار
ژوٗن یارن ہند سوال پاوس
واوس اتھِ وِنہ ناوس زار

حضور رسالت مآب میں اپنی مشکلیں گذاروں گا۔ ڈر اور خوف کی وجہ سے مجھ پر موت کی تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ چار یارِ باصفا کا وسیلہ دِلاؤں گا۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

تتہٕ کیاہ عرضاتہٕ کِس تاوس
پردٕہ نٕے تھاویم چھس عیب دار
رُسوا گژھہ توٗکھہ تلنم ٹاوس

واوس اتھِ وِنہٕ ناوس زار

میدانِ محشر کی گرمی اور تمازت میں کیا کروں ؟ اگر حضورؐ میرا پردہ نہ رکھیں تو میں رُسوا ہو جاؤں گا۔ میں عیبوں سے بھرا ہوا ہوں، لوگ میرا مضحکہ اُڑائیں گے۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرض حال کروں گا۔

کیاہ شوُب مۄانِس ییتھ آوِ جاوس
داہ چھِم پانس ڈُراسس بدکار
داہ گوم نفسن لوگنس داوس
داوس اتھِ ونہ ناوس زار

اس میرے آنے اور جانے (موت و حیات) کا کیا اعتبار ؟ میں خود قصور وار ہوں۔ میں نے بُرے اعمال کئے۔ میں مارا گیا، نفس نے مجھے برباد کیا۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرض حال کروں گا۔

قبرے منزِ یلہِ پان بو ساوس
خبرے واتیم سوُی غمخوار
رٹہِ سے دامن اتھہ کینہ ترٲوس
داوس اتھِ ونہِ ناوس زار

جب قبر میں مجھے سُلا دیا جائے گا تو وہ غم خوار رسولؐ میری خبر لینے تشریف لائیں گے۔ میں اُن کا دامن پکڑ لوں گا اور ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔ ہوا کو قاصد بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

پان دِتھ ... پَن ... شھرار

غم چھُم نہ ... پَن ... بوزِتھ سھم ...

منکر سارِی افسوس کھیاوس

واوس اتھہ ونناوس نہ ...

میں اپنی جان دوں گا، تو اپنے ... حضور کے ہی حوالے کر دوں گا۔ میں غم سے آزاد ہوں، اس لیے کہ میرا غم خوار بڑا ہے۔ دُنیا ... ہے گی کہ منکرینِ شفاعت مائیس ہو جائیں گے۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

نعت نمبر ۵

ژِہی چھُک ازلہ تہ ژِہی چھک آدنہ

یا نبیؐ پادن ونزہ ہوے سر

ژِہی چھُک پتہ وتہ ستھ ناشادن

یا نبیؐ پادن ونزہ ہوی سر

آپ ہی یا رسول اللہ ہمارے ازل بھی ہیں اور ابد بھی۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔ یا رسول اللہ ہم ناشادوں کی اُمید اور ہمارا سہارا ہمیشہ سے آپ ہی ہیں۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

ژِہی چھُکھ مُول تہ مُژ ایجادن

تاجِ لولاک ژِہی چھُوی برمہر

ژہی نٛر ژٕھ تن تہ کُن اجسا دن
یا نبی پادن وندٕہ ہوی سر

آپ، تمام عالمِ ایجاد کے راس المال اور اصلی سرمایہ ہیں۔ آپ کے فرقِ مبارک پہ لولاک کا تاج چمک رہا ہے۔ رُوحوں کے لئے آپ کی ذاتِ بابرکات جان ہے۔ جسموں کا آپ کی ذاتِ مقدس نے سنگِ بنیاد رکھا ہے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پہ اپنا سر نثار کریں۔

ژہی ستھ نبعن تہ بییہ افرادن
خاصن تہ عامن چیانی تھر
سارِنی پیتر اُوی چانی اِمدادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

افراد ہوں یا گروہ، آپ سب کا سہارا ہیں۔ خاص ہوں یا عام، آپ سب کے حامی ہیں۔ تمام عالم انسانیت کو آپ ہی کی امداد نے سہارا بخشا ہے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پہ اپنا سر نثار کریں۔

نبیّن تہ قطبن بییہ اَوتادن
سارِنی غوثن ژہی رہبر
مرشد سید اُوی چانی ارشادن
یا نبیؐ پادن وندٕہ ہوی سر

انبیا ہوں یا اقطاب، اوتار ہوں یا غوث، آپ سب کے رہبر اور رہنما ہیں۔ آپ کے ارشادِ عالی نے ان سب کو بھی مرشد بنا دیا۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پہ اپنا سر نثار کریں۔

صلوات بوینے ژ۪ہ تہ اولادن
آل واصحاب ہلیتھ تامحشر
پچہ بابہ ٔصبین تہ صاحب زادن
یا نبیؐ پادن ونده ہوی کسر

آپ پر درود وسلام۔ آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب، آپ کے چاچاؤں اور آپ کے صاحب زادوں پر قیامت تک اللہ کی طرف سے درود و سلام۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پہ اپنا سر نثار کریں۔

گُنہ کُنہِ یِکھنا دُنہِ اوس آدن
دِکھنا درشُن چُھک رہبر
یِمہ ہوی سمہ ہوی ہیمبٔر ہوی پادن
یا نبیؐ پادن ونده ہوی کسر

اب بھی موقع ہے اگر آپ کبھی کبھی تشریف لائیں۔ آپ ہمارے رہبر ہیں، ذرا اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں۔ ہم سب عاشق آئیں گے، جمع ہو کر آپ کے قدموں پر فرش ہو جائیں گے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

یا نبیؐ واتھ اسہِ داد و فریادن
اسہِ پھوٗرینہٕ نوٗی نفسِ کافر
ڈٲلی اِبلیسن گاڈُبے دادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

یا رسولؐ ہماری فریاد رسی کر۔ ہمیں اپنے کافر نفس نے لوٗٹ لیا اور کہیں کا نہ رکھا۔ ابلیس نے ہمیں گمراہ کیا اور مظالم نے ہمیں غارت کر ڈالا۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

کوٗرنہٕ یُتھ عادن تہٕ بیٚیہِ شدادن
یاد ہیٚوتھ نہٕ مرگ تہٕ روزِ محشر
داد دِیوٚت گنٛہن تہٕ بیٚیہِ بے دادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

جو کچھ ہم نے کیا وہ تو عاد اور شداد نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ ہم موت اور قیامت کی یاد بھی بھول بیٹھے۔ نافرمانی اور سیاہ کاری کی داد دی۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پہ اپنا سر قربان کریں۔

موہنٛز تھاجہِ بلہٕ ین نادن!
تیٚتھ اسہِ للہٕ یاری کر
نیکی رستین تہٕ بے جا داوٚن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

جب موت کا فرشتہ طلبی لے کر دستک دے گا اُس وقت محض خدا کے لئے ہماری دست گیری فرمائیے۔ آپ جانتے ہیں ہم نیکیوں سے خالی تہی دست اور محتاج ہیں۔ یا نبی ؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

اتھہ رٹ کرِتھ تہ اسہِ اُفتادن
لتہ موہنجہ گیمتِو یُژ ابتر
خیراہ کرِتھ تہ غیر آبادن
یا نبی ؐ یادن وندہ ہوی سر

ہم تباہ حال ہیں۔ ہمارا ہاتھ تھام لیجئے۔ ہم پامال ہو چکے ہیں، ہماری حالت ابتر ہو چکی ہے۔ ہم غیر آباد اور اُجاڑ ہیں۔ ہمارے ساتھ بھلائی کیجئے۔ یا نبی ؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

نادِم ژھیٔوہ روو چأنی یادن
ست تھس پتہٕ وت چأنی تھر
لَس چھوی یاد چون لیس اَورادن
یا نبی ؐ یادن وندہ ہوی سر

نادم کو آپ کی یاد نے بُجھا کر رکھ دیا ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ سے آپ ہی کے سہارے جیتا بھی ہے۔ اُس کا وظیفہ اور وِرد صرف آپ کا نامِ مُبارک ہے۔ یا نبی ؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

نعت نمبر ۶

صلوات سوزوی صُبحن تہ شامن

رٕٹ چون دامن بوز سأنی زار

یا رسول اسہِ گیہِ چأنی منٕہِ کامن

رٕٹ چون دامن بوز سأنی زار

ہم آپ پر صبح و شام درود بھیجتے ہیں۔ ہم نے آپ کا دامن تھام لیا ہے۔ ہماری عاجزی سُنیئے۔ یا رسول اللہ ہمیں آپ کی محبت نے بے قرار کیا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے۔ ہماری عاجزی سُنیئے۔

مشتاق کرٕہی چأنی روے گلفامن

قاب قوسین چھی بُمہ پرٕ کار

مازاغ سُرمہ چھوی چشمِ بادامن

رٕٹ چون دامن بوز سأنی زار

آپ کے رُوئے گُل فام نے ہمیں مشتاق کردیا ہے۔ آپ کے قاب قوسین ابرو پرکا کی طرح ہم پر چھائے ہوئے ہیں۔ آپ کی چشمِ بادام میں مازاغ البصر کا کاجل لگا ہوا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

شوقہ چانہِ زِیرہ ہا چاک دِتھ جامن
ذوقہ چانہِ واتہ ہا چھوان دربار
رؤضس چانس پھیرہ پیرامن
روٗٹ چھوان دامن بوز سائنی زار

آپ کے عشق کا تقاضا ہے کہ میں کپڑے پھاڑ کر نکلوں اور آپ کی تلاش میں آپ کے دربار تک جا پہنچوں۔ آپ کے روضۂ مطہرہ کے گرد طواف کرتا جاؤں۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

عزت دِیُت تمئے ذوالاکرامن
سارنی کورُتھ ژِہی سردار
ساری بچراوی چانی اِنعامن
روٗٹ چھوان دامن بوز سائنی زار

آپ کو خدائے ذوالجلال نے عزت بخشی ہے اور آپ کو موجودات کا سردار بنا دیا ہے۔ تمام مخلوقات کو آپ کے احسانات نے تباہی سے بچا دیا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

ڈُور ترأوی واراہ دورِ ایامن
پُور چھُنہ رُودمُت کانسہ سمسار
گٹِہ منز گمراہ گیمتی شامن
روٗٹ چھوان دامن بوز سائنی زار

دُنیا نے کس کے ساتھ وفا کی ہے۔ ہمیں بھی گردشِ افلاک نے برباد کر دیا۔ اب ہم شام کے دُھندلکوں میں گم ہو گئے ہیں اور راستہ نہیں ملتا۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیے۔

خبراہ ہیٚنز گژھ بے آرامن
نظراہ دِتہ اسہِ، چھِ بیمار
تراوِتھ ہیوٚ ٹھکھ کتہِ اسہِ خامن
روٚٹ چون دامن بوزسأنی زار

ہم بے قراروں کی خبر لیجیے۔ ہم بیمار ہیں۔ ہماری طرف ایک نگاہِ کرم کیجیے۔ آپ ہم ناتماموں کو چھوڑ کر کہاں گئے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیے۔

نادم پھوٚو ولمُت نفسٕکِ دامن
اتھ روٚٹ کرتس نتہ گژھِ خار
سخت اوٚن عاجزہ بارِ ظلامن
روٚٹ چون دامن بوزسأنی زار

نادم نفس کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اس کی دست گیری فرمائیے۔ نہیں تو وہ ذلیل ہو جائے گا۔ اُس کو مظالم کے بوجھ نے بہت تنگ کیا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیے۔

نعت نمبر ۷

احمد مرسل ظلِ سُبحانی
سہ چھُ لاثانی بأنی کار
رحمت سُوزمُت سہ چھُ دُوجہانی
سہ چھُ لاثانی بأنی کار

احمد مرسل، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدائے بُزرگ کا سایہ ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔ خدا نے اُن کو رحمتِ دارین بنا کر بھیجا ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

صلوات سُوزنس حق سُبحانی
دمہِ دمہِ ملکن تمہِ کوٗہی کار
اسہِ سوٗی امر دُوت اضِ قرآنی
سہ چھُ لاثانی بأنی کار

حق سُبحانہ وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ فرشتے ہر لمحہ اُن پہ درود بھیج رہے ہیں۔ ہمیں قرآن میں درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

بزونٹھ آو تہندُوی نوُر تابأنی
گوڈہ گو تہندُوی رُوح اظہار

اَدٕ لیکھٕ قلمن ازلِنۍ لٲنۍ

سُہ چھُ لاثانی بٲنی کار

سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور جلوہ افروز ہوا۔ سب سے پہلے حضور کی رُوح پر فتوح وجود میں آئی۔ اس کے بعد کاتبِ تقدیر نے مخلوقات کی تقدیریں لکھنا شروع کیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار!

کُن وُن اوسوی گنجِ کتمانی

نوٗن دٕراو تُسی کِنہٕ در بازار

یوٗن چھُنہ نوٗن بوز مَن رآنی

سُہ چھُ لاثانی بٲنی کار

حضرت حق ایک خزانۂ مخفی کی طرح تھا۔ حق جل شانہٗ کی ذات رسولؐ کے ذریعہ ظاہر ہوئی۔ اس پر حدیثِ مَن رآنی فقد رأ اللہ گواہ ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

کثرتُک معدن، وحدتُک کانی

تعلقتُک باعث چھُ سُہ مختار

لولاک ذٕو پنُس پانہٕ یزدانی

سُہ چھُ لاثانی بٲنی کار

آپ کی ذاتِ بابرکات معدنِ کثرت اور کانِ وحدت ہے آپ کا وجود

ذی جود باعثِ آفرینشِ روزگار ہے۔ خدائے بزرگ نے خود انہیں لولاک لماخلقت الافلاک کا اعزاز بخشا ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

عشقک مقصد سُہ چھُ حقانی
حُسنک مصدر سُوی دِلدار
محبُوب حقہٕ سُند امہِ جانانی
سُہ چھُ لاثانی بٲنی کار

وہ بلاشک عشق کا مقصدِ اوّلین ہیں۔ وہ بلاشبہ حسن کے مصدر اور منبع ہیں۔ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے وہ محبوبِ خدا ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

موتک پردہٕ ہیٚتھ زِندہ پنہانی
نازہ چہ نیٚندرِہ چھُ تازہ بیدار
خلوتہٕ اندرٕہ چھُ جلوہ ہاوانی
سُہ چھُ لاثانی بٲنی کار

موت کے پردے میں وہ پوشیدہ طور پر زندہ جاوید ہیں۔ ناز کی نیند میں مصروف مگر یقیناً بیدار ہیں۔ خلوت میں بیٹھ کر اپنے جلوؤں سے نور پاشی کر رہے ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

ابرہ پتہٕ آفتاب بُتھ آسانی
فاش نتہٕ گاشہ چھُس پیداوار
سُہ تھوُی مخفی بیبہٕ اعلانی
سُہ چھُ لاثانی بانی کار

بادل کے پیچھے سورج کو تم نے ضرور دیکھا ہوگا۔ وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے مگر اس کی روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ یہی حال حضور سرورِ کائنات صلعم کی موت وحیات کا ہے۔ ظاہرا طور پر وہ انتقال کر گئے مگر اُن کا نور موجود ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

والضحیٰ روے چھُس شمسِ تابانی
واللیل موے چھُس رشکِ تاتار
خو لقہٕ بوڈ خو یہٕ رُت بو یہٕ ریحانی
سُہ چھُ لاثانی بانی کار

آپ کا والضحیٰ چہرہ چمکتا سورج ہے۔ آپ کی واللیل زلف رشکِ تاتار ہے آپ کا خلق عظیم، آپ کی خو نیک اور آپ کی خوشبو ریحان ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

سِینک فرحت دِینکُ بانی
شرعکُ شارع ورعکُ یار

حرمک سردار کرمک خانی

سہ چھ لاثانی بأنی کار

آپ کا وجود دِل کا سرور ہے۔ آپ بانیٔ دینِ مبین ہیں۔ آپ شارعِ شرع اور ورع کے دوست ہیں۔ آپ حرم کے سردار اور کرم کے خزینہ دار ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

اُمیئے مطلق ذوالعرفانی

دوٚن عالمن ہنٛد آموز گار

قِدَمی بولہِ چھُ ترجمانی

سُہ چھُ لاثانی بأنی کار

اُمیئ مطلق ہونے کے باوجود آپ عرفان کے مُعلّم ہیں اور دونوں عالموں میں آپ کی رہبری مُسلّم ہے۔ آپ قِدم کی زبان کے ترجمان ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

حقہ سندہِ رحمتک ابرِ نیانی

ازلکہِ فضلک بحرِ ذخّار

تس نشِہ جارِی فضلِ ربانی

سُہ چھُ لاثانی بأنی کار

آپ رحمتِ حق کے برستے بادل ہیں۔ آپ کی ذات ازلی فضل کا اتھاہ سمندر ہے۔ آپ ہی سے فضل خدا کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور سب معاملوں میں مختار۔

رحمتچ تس چھے بازرگانی
لُطف واحسانک چھُ سوداگار
سُودہ تھوٗ سوداتس چھُ ارزانی
سُہ چھُ لاثانی بانی کار

آپ رحمت تمام کے تاجر اور بیوپاری ہیں۔ آپ کے ہاں سے لُطف واحسان کا سودا کیا جاتا ہے۔ آپ کے ساتھ جو بھی تجارت کی جائے اُس میں نفع ہی نفع ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

اسہ بڑٕ لادن تھاو منٔانی
یتھ ہیوٗ شافع تہٕ غم بردار
گالی بنہٕ تہندی پاسہٕ آسانی
سُہ چھُ لاثانی بانی کار

اللہ نے ہمارے اوپر بڑا فضل وکرم فرمایا اور آپ ایسا شافع وغم خوار عطا کیا۔ محشر کے دِن آپ کی وساطت سے ہمارے کام آسان ہوں گے۔ وہ لاثانی ہیں اور سب معاملوں میں مختار۔

شفقتٕ اُمتچہ سبے پایانی
ماٗلِس ماجہِ ہندہٕ نشہٕ تہٕ بیار
بوزکوٗت مشفق روز تو شانی
سُہ چھُ لاثانی بانی کار

آپ اُمت کے لئے بے پایاں شفقت کے مالک ہیں اور اپنی اُمّت کے لئے ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ دیکھو کتنے شفیق ہیں اور خوش رہو۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

کرتسُو نادِمہ! مدحت خوانی
برتسُو نعتن ہندی طومار
پرتسُو کرِ لیو مہر بانی
سُہ چھُ لاثانی بأنی کار

نادم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح خوانی کر۔ اُن کی نعتوں کے طومار باندھ۔ اُن کے سامنے یہ نعتیں پڑھ، وہ مہربان ہونگے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

نعت نمبر ۸

نبیس کُن ہے کرِ وے دُری یے
ژُری یے درودہ پرِی توسے
مدسس ہیتھ ہیتھ خورہ تہ پرِی یے
ژُری یے درودہ پرِی توسے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صفوں میں کھڑی ہو جاؤ۔ اے سکھیو! آؤ رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔ اپنے ساتھ حوروں اور پریوں کو بھی

ملائیں۔ اے سکھیو! آؤ رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں!

فرض کوڑ اسہِ پیٹھ ذاتِ اکبرٕ یے
فرمانبرٕ یے کرٕو تو سے
پانہٕ تی فرمود پیغمبرٕ یے
ژرٕ یے درودہٕ پرٕو تو سے

اُن پر درود بھیجنا خود باری تعالےٰ نے ہم پر فرض کیا ہے۔ اُن کی اطاعت ہم پر لازم کردی گئی ہے۔ یہی ارشاد خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔ اے سکھیو آؤ رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

درودہٕ سوزنس پانہٕ داوٕرٕ یے
آیہِ قرانک سرٕو تو سے
ملکو پیتہٕ وت درودہٕ پرٕو یے
ژرٕ یے درودہٕ پرٕو تو سے

رسولؐ پر خود خدائے بزرگ نے درود بھیجا ہے۔ ثبوت چاہتے ہو تو قرآن کی آیات کا مطالعہ کرو۔ فرشتے بھی لگاتار رسولؐ پر درود بھیجتے رہے ہیں۔ اے سکھیو! آؤ رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

درودہٕ بوزنس گرٕنز نعو تہٕ ژرٕ یے
سرودہٕ تمہِ کوٕہی کرٕو تو سے

شاد گژھ سأنی کرِہ یاد آوُریے

ژُرِ یے درودِہ پُرِ تو سے

رسُول کریم ؐ پر گنتی سے زیادہ درود سلام ہو۔ آؤ، اُسی کا نغمہ گائیں۔ اسی سے وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہمیں یاد فرمائیں گے۔ اے سکھیو! آؤ رسول ؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

روے تس تاباں موے عنبر یے

والضحیٰ واللیل پُرِ تو سے

نوے تس کوثر بوے اد فرہ یے

ژُرِ یے درودِہ پُرِ تو سے

آپ کا روئے مبارک تابناک، آپ کا موئے مبارک معنبر ہے۔ روئے مبارک کی تعریف میں والضحیٰ اور موئے مبارک کی شان میں واللیل پڑھو۔ آپ کی نیک خو حوضِ کوثر اور آپ کی خوشبو مشکِ اذفر ہے۔ اے سکھیو! آؤ رسول ؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

بوسہ ناوِہ چشمہ اسہ آل سروری یے

بوسہ نعلینس کری تو سے

غو سہ تراوِہ موکلاوِہ روزِ محشری یے

ژُرِ یے درودِہ پُرِ تو سے

حضور ؐ نے انتظار کراتے کراتے ہماری آنکھوں کو تھکا دیا۔ آؤ سکھیو! اُن کی

جُوتیوں کو چُوم لیں۔ شاید وہ خوش ہو کر ہمیں قیامت کے دِن نجات دِلائیں۔ اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

مشتاق رُوزِتھ دارِہ تہٕ بُرہ یَے
وتہٕ نی گاش وتھراؤ تو سے
آسہٕ نا اِیوان کاسہٕ نا ٹھرُو یے
زُرہ یے درودہٕ پُرہ تو سے

دروازوں سے اور کھڑکیوں سے اُن کی راہ دیکھو۔ جس راہ سے وہ گذُریں اُن پر اپنی آنکھوں کی روشنی نثار کرو۔ کاش وہ آتے ہوں، کاش وہ پردہ ہٹا رہے ہوں! اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

از پیہ لالہ سون سالہٕ سر سرُہ یے
لال لعلینس بجُرہ تو سے
نتہ ہاوِہ درشُن خوابہ اُندرہ یے
زُرہ یے درودہٕ پرُہ تو سے

آج ہمارا محبوب ہمارے پاس سرسری طور پر آجائے گا۔ آؤ سکھیو، اُن کے جوتوں پر آنکھوں کی پُتلیاں واریں۔ نہ آئے تو شاید خواب میں درشن ضرور دیں گے۔ اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

دایہِ تون تہندُوی بُڈ افسرہ یے
خدمت گرُہ یے کرُہ تو سے

یاد ہیلیتھ تہنزی یاد آوُری یے
ژُری یے درودہ پُری توسے

حضور کی غلامی اور کنیزی بہت بڑی سرافرازی ہے۔ آؤ، ہم سب ان کی کنیزیں بن جائیں۔ دِل میں اُن کی یاد بسائیں، شاید وہ بھی ہم کو یاد فرمائیں۔ اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

نبیٔن کرُنم یاد آوُری یے
پادن دِوٚن تل مرُی توسے
پتہ وتھ کرِہ سوٗی یارٚی گرُی یے
ژُری یے درودہ پُری توسے

آج ہمیں ہمارے نبیؐ نے یاد فرمایا ہے۔ آؤ سکھیو اُن کے قدموں میں جان دیں۔ ہمیشہ ہمیشہ وہ ہماری دست گیری فرمائیں گے۔ اے سکھیو! آؤ اُن پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

معرفژ پیالہ تمیٚ تھاوی برُی برُی یے
چھنہٕ کسی حیلاہ کرُی توسے
اَدہٕ چاوِہ شربت حوضِ کوثری یے
ژُری یے درودہ پُری توسے

حضورؐ نے ہمارے لئے معرفت کے جام لبالب بھر دئے ہیں۔ آؤ ان کو پینے کا کوئی حیلہ تلاش کریں۔ اسی سے وہ ہمیں حوضِ کوثر سے شربت کے جام پلا دیں گے۔

اے سکھیو! آؤ رسول ؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

کَلِمکہِ اَگرہ عِلمکہِ سرٕ ہیوے
بانن آباہ برٕ ی توسے
محشرس تام ہیَے پوشہِ سوٕ ی ترٕ ہیوے
ژرٕ ی یوے درودہِ پرٕ ی توسے

کلمۂ طیبہ کے منبع اور علم کی جھیل سے آؤ سکھیو ہم اپنے گھڑے بھر بھر لیں۔ اس پانی کی تراوت ہمیں قیامت تک پیاس سے نجات دے گی۔ اے سکھیو! آؤ رسول ؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

کرِہ نا نادِمَ مدحت گرٕ ہیوے
کنہِ نیٖ ونہٕ وٗن کرٕ ہی توسے
وٗلی دیٖوِہ رحمتس تل کرِہ سرٕ ہیوے
ژرٕ ی یوے درودہِ پرٕ ی توسے

نادم رسول ؐ کی مدح کر رہا ہے۔ سکھیو اِسے ونہٕ وٗن کے انداز میں گاؤ۔ شاید وہ حسن پائیں۔ شاید اس طرح وہ ہمیں رحمت سے سیراب اور شاداب فرمائیں! اے سکھیو! آؤ رسول ؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

نعت نمبر ۹

یا نبیؐ نعت چون کوٚر آغازٕ ہ

تازٕہ تازٕہ ونہٕ ناو وے

صلوات سوزوے بے اندازہ

تازٕہ تازٕہ ونہٕ ناووے

یا نبیؐ ! ہم نے آپ کی نعت کا آغاز کیا ہے۔ تازہ تازہ نعتیں ہم آپ کے لئے گائیں گی۔ آپ کے اُوپر بے شمار درود وسلام بھیجیں گی۔ تازہ تازہ نعتیں ہم آپ کے لئے گائیں گی۔

ازٕ لکہٕ محمُودٕ ہ سرٕ افرازٕ ہ

ڈوٹھ معبُودس ژٕ ہی خوش خوٕ ہی

یُتھ محمُودس اوس ایازٕ ہ

تازٕہ تازٕہ وَنہٕ ناو وے

اے ازل کے دِن سے محمود، سربلند سردار ! تُو وہ نیک فطرت ہے جو خُود معبُودِ برحق کا پیارا ہے، اُسی طرح جس طرح محمود ایاز کو عزیز رکھتا تھا۔ تُو خدا کا محبُوب ہے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

نُبیوٕ منزٕہ ژھُک ژٕ ہی ممتازٕ ہ

تارکوٕ منزٕہ یُتھ ماہٕ دِل جوے

مرتبہ ہُرژِے ژُور اعزازِ ہ
تازہ تازہ وِنہٕ ناووے

آپ تمام انبیائے کرام میں ممتاز اور افضل ہیں۔ جس طرح ستاروں میں چاند چمکتا ہے اسی طرح آپ انبیاؑ میں ما فوق ہیں۔ آپ کا رُتبہ بلند اور آپ کا اعزاز بے مثال ہے۔ ہم آپ کے لیئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

کُنہٕ کرِ اوجک چُھک شہبازِ ہ
جبرئیل ہمرٕ کم واژوے
لامکان وَوتُک اکِہ پروازِ ہ
تازہ تازہ وِنہٕ ناووے

اے اوجِ وحدت کے طائرِ بلند پرواز! جبرئیل آپ کا ساتھ کیسے دے سکتا تھا! آپ تو لامکان تک کا سفر ایک جست میں طے فرما گئے۔ ہم آپ کے لیئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

معراج کوٚرتھم محرمِ رازِ ہ
اُمتس حق بخشش اوے
انعام ہیتھ آکھ پانژھ نمازِ ہ
تازہ تازہ وِنہٕ ناووے

اے محرمِ اسرارِ ازل! آپ نے معراج کی بلندیوں کو چھو لیا۔ آپ کی اُمت کو حق نے جود و احسان سے مالا مال کیا۔ معراج سے آپ پانچ نمازوں کا تحفہ لے کر

آئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

حُورہ دِرایہ پیرِتھ نُورہ پیشوازہ

وَنہ وان آیہ ژِ یِ ہر سوے

سَیل کراز چھک میلہِ بہرازہ

تازہ تازہ وَنہ نادوے

حُوریں نور کے پشواز پہنے ہوئے آپ کے لئے مدح اور استقبال کے گیت گا رہی تھیں۔ اے خلوت گاہِ قدس کے نوشہ! سیر کر، گلگشت فرما۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

والشمس رویس والضحیٰ غازہ

واللیل موی چون عنبر بوے

مازاغ سُرمہ ہِرہ چانہِ چشمہ رازہ

تازہ تازہ وَنہ نادوے

وہ روئے نازنین، جس کی صفت والشمس ہے، اس پر والضحیٰ کا غازہ لگا ہوا ہے۔ آپ کی زُلفیں جن کی صفت واللیل ہے اور آپ کی سُرگیں آنکھیں جن میں مازاغ کا کاجل ہے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

ذاتن مون نے ناز و نیازہ

ذاتن دِیُوت نے آب روے

ہُو دِی نے جلوہ تہ بادِی نے رازہ

تازہ تازہ وَنہ نادوے

ذاتِ باری تعالیٰ نے آپ کے ناز و نیاز قبول فرمائے۔ دینے والے داتا نے آپ کو عزت اور آبرو بخشی۔ آپ کو اپنے جلوے دِکھائے اور آپ کو محرمِ اسرار کیا۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

لولہ کِس صدرس لۄبہ جہازہ
ہول ژلہِ یلہِ اُسی تور واتوسے
لول آو' اسہِ تراٗوی وُتھی دروازہ
تازہ تازہ ونہ ناووسے

عشق کے سمندر میں تمنّاؤں کا جہاز ہو اور ہم اس پر سوار ہو کر آپ کے حرم ناز کی طرف آجائیں تو ہمارا دِل ہلکا ہو۔ ہم فراق سے گھُٹ کر رہ گئے، اپنے دروازے ہم پر کھول دیجئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نعتیں گائیں گی۔

شوقِ چھ سالِنہ ذوقِ کر وازہ
عشقہ تاوِہ تلیہ لو لہ قلیہ خوشبوے
کو ننگہ رنگی روے وُچھ پیے دُوپیازہ
تازہ تازہ ونہ ناووسے

آپ کے لئے اے محبوب ہم نے شوق سے ضیافتیں بنائی ہیں۔ ذوق ہمارا باورچی تھا، توا عشق اور محبت قلیہ کی خوشبو تھی۔ ہمارا زرد چہرہ زعفران اور ہمارے بھُنے ہوئے دِل کی خوشبو روغن جوش تھا۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

دُور زیر چھون پیٹھ درو دروازہ
[illegible] گو بدن [illegible] ناووسے

ہول کاس بوزسائنی بولہ بیاضہ

تازہ تازہ ونہ ناووے

یارسول اللہؐ! آپ کے ہجران نے بہت طول پکڑا ہے۔ ہمارے بدن جل کر بھسم ہو گئے، آیئے اور دیکھ لیجئے۔ ہمارا غم دُور کیجئے، ہمارے محبت بھرے اشعار سُنیئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نعتیں گائیں گی۔

سوز کرِ سنطورہ وایوے سازہ

لالہ بوزسنہٕ وِنی نالہ تراووے

کن تھاوِ وَنہٕ دوے خوش آوازہ

تازہ تازہ وَنہٕ ناووے

ہم سنطور کے سوز کے ساتھ ساز بجائیں گی۔ اثر آفرین لَے پیدا کریں گے، آپ سن تو لیجئے۔ اپنے نُور بھرے گلے سے نغمے پیدا کریں گی، آپ ہماری طرف کان تو دھر لیجئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نعتیں گائیں گی۔

جنتس کٔرِ چھوِی سال مہرازہ

اُمتی سالرن پتہٕ لاروے

یُتھ نہ اسہٕ ترٛاوکھ تہ تھاوکھ بازہ

تازہ تازہ ونہ ناووے

عنقریب جب آپ بہشت کی ضیافت پر نوشہ بن کر جائیں گے تو ہم آپ کے نجات یافتہ براتیوں کے پیچھے پیچھے دوڑیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ہمیں نکال

دیں اور برات میں شامل نہ کریں! ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نغمے گائیں گی۔

ناَدِم چھُ لیکھن عجز وٚنیازہ
تھاوِتَس منظورٕ ہاوِتَس روے
پاپ بخشاوِتَس تراوِتَس جازہ
تازہ تازہ وَنہ ناوٕ وے

نادم عجز و نیاز کے طومار لکھ رہا ہے، اس کی عاجزی کو قبول فرمائیے۔ اُسے اپنا رُوئے منوّر دِکھلیئے۔ اس کے گناہ بخشوائیے۔ اُس کا حساب بے باق کرائیے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

نعت نمبر ۱۰

مکہ کِس ٹاٹھِس نورٕ بدنس
مدنی مدنس وندٕ سے جان
راضی حق تَس درودٕ لدنس
مدنی مدنس وندٕ سے جان

اُس مکّے کے محبوب پر، اُس نورانی جسم رکھنے والے مدنی محبوب پر میں اپنی جان واروں۔ حق تعالےٰ اسی سے خوش ہیں کہ اُن پر درود بھیجا جائے۔ مدنی محبوب پر میں اپنی جان واروں۔

مرتبہ تہندٕ وۍ تیوٗت آو تھدٕنس
قاب قوسین ووت قرٕبِ رحمان
فضل تہٕ رحمت لوگنس ژِھدنس
مدنی مدنس وندسے جان

اُن کا رُتبہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ وہ حضرت حق سے صرف اتنا دُور رہے جتنا دو بھوؤں کا درمیانی فاصلہ ہوتا ہے۔ اُن پر فضل و رحمت کا سایہ کیا گیا۔ مدنی محبوب پر میں اپنی جان واروں۔

چھا در فردوس کِنہٕ منز عدنس
پھیرِہ کر یور کُن، نیرِہ ارمان
دٔیوہٕ مشتاقن ژِھیٚن گژھہٕ وَدنس
مدنی مدنس وندسے جان

معلوم نہیں آپ جنتِ فردوس میں ہیں یا عدن میں۔ معلوم نہیں کب آپ اس طرف آئیں اور ہمارے ارمان نکلیں۔ شاید مُشتاقانِ دید کا رونا بھی رُک جائے! مدنی محبوب پر میں اپنی جان واروں۔

واتہٕ ما نادِم تس آردنس
یس نِش مور شوٗبہٕ سلیمان
بس چھُم دردٕہ ڈالِتس لدنس
مدنی مدنس وندہ سے جان

نادم کی استعداد یہ تو نہیں کہ وہ اس شہنشاہ کی خاطر تواضع کرے؛ جس کے جاہ وجلال کے سامنے سلیمانؑ بھی ایک چیونٹی ہے۔ لے دے کے میرے پاس ایک تحفہ ہے اور وہ ہے درود۔ مدنی محبوب پر میں اپنی جان واروں۔

نعت نمبر ۱۱

مکہ کِس ٹاٹھِس مدنی لالس
سوزہ بُہ استقبالس جان
دِیِہ نا درشُن پیہ ناسالس
سوزہ بُہ استقبالس جان

اس مکی محبوب اور مدنی دِلدار کے لئے میں اپنی جان استقبال کے لئے بھیج دوں۔ کاش وہ درشن دیں، کاش وہ مجھے سرافراز کریں! میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

سُوزُم صُبحک واو سَوالَس
رُودُم توقع ہاوِیم پان
بوزم کمہٕ کمہٕ خدمژ یالس
سوزہ بُہ استقبالس جان

میں نے بادِ صبا کو اُن کی خدمت میں قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ مجھے اُمید تھی وہ مجھے ضرور شرفِ مُلاقات بخشیں گے۔ میں سوچ رہی تھی کہ وہ آئیں تو اُن کی

کیا کیا خاطر داریاں کروں۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

سا سہ بُدۍ لچھہ بُدۍ صلوات کاس
کأ جس تمہ کھوتہ صد چنداں
تس تہٕ اصحابن بییہٕ پرٕتھ آس
سوزہ بہٕ استقبالس جان

ہزاروں لاکھوں درود وسلام اُن پہ شام کے وقت، صبح کے وقت اُن سے سَو گنا درود وسلام۔ اُن پر، اُن کے اصحاب پہ اور اُن کی اولاد پر، میں اپنی جان اُن کے استقبال کو بھیج دوں۔

نعلین کرہٕ ہا بُتھہٕ کِس داسس
جوہس یمہٕ تہٕ ہی لعلِ رخشان
پییہٕ ناتہٕ لاگِہ نا پاین ہاسس
سوزہ بہٕ استقبالس جان

میں اپنے چہرے کی چمڑی سے اُن کے لئے جوتیاں بنوا دوں۔ اپنی دو آنکھیں ان جوتیوں پر ٹکا دوں۔ کاش وہ آئیں اور ان جوتیوں کو پاؤں میں ڈال دیں۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

تیوٚتھ بخت آسیا بےٚ اقبالس
ییٚیہٕ پییہٕ ساسں سلیمان

شُہ تہٕ کتہٕ واتہٕ ہے الھ اجلاس
سوزہ بہٕ استقبالس جان

مجھ بے اقبال آدمی کی قسمت کہاں کہ چیونٹی کی دعوت پر سلیمان جاہ بادشاہ تشریف لائے۔ یہ بے اقبال اُس اعزاز و اجلال کا مستحق کہاں ہے؟ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

کیاہ غُصہ گوم تس ماہِ تمثالس
زاہ چھُنہ گژھِ منزہ گاہ ترٲوان
نُورہ نِشہٕ دُور یِرٚ کوتاہ تھٲلس
سوزہ بہ استقبالس جان

اس ماہ مثال محبوب کے دِل میں میری کیا بدگمانی ہے۔ کبھی اُنہوں نے میرے ظلمت خانے کو منوّر نہ فرمایا۔ میں آخر کب تک نُور سے دُور رہ کر زندہ رہ سکوں. میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

شُود کیاہ تہندِس جانس تہٕ مالس
یُس نہٕ تس لالس کرِہ قربان
توفیق منگہ بہٕ تہٕ ذوالجلالس
سوزہ بہٕ استقبالس پان

اُس آدمی کی جان اور اُس کا مال کِس کام کا، جو مدنی محبوب پر اسے نثار نہ کرے۔ میں بھی خُدائے بزرگ سے اس ایثار کی توفیق کا طالب ہوں۔ میں اپنی

جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

لچھ وتہٕ نفسن لوگُس ژاس
مچھر گرٕ یدٕ پیوٗمُت چھُم شیطان
بچھہ سوے روزیم رچھ پاماس
سوزہ بہٕ استقبالس جان

لاکھوں طرح نفس نے مجھے اپنے جال میں پھنسا دیا۔ شیطان مجھ پر اس طرح غالب ہے جیسے مکھی پر گدھ جھپٹا ہے۔ اُن کی حمایت ہو تو مجھ ایسا پامال نجات پاسکتا ہے۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

ناقص عشق یلہٕ واتہٕ کمالس
تیلہٕ گژھہ معشوق مہربان
نادِم چھُ مشتاق تتھی جمالس
سوزہ بہٕ استقبالس جان

عشقِ ناقص جب کامل ہوجائے تو پھر معشوق مہربان ہوجاتا ہے۔ نادم اسی کیفیت کا منتظر اور اسی جمال کا مشتاق ہے۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

اب شمائلِ نبوی اور کاشرِ زہجوری کے کچھ حصے دئے جاتے ہیں

کاشرِ زہجوری

زہ رُود ہارس اُچھو پرارس بہٕ رُودس
سرودس بوزہِ نانعتس درودس

میں اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی دو ندیاں بہاؤں گا اور بارانِ رحمت کا انتظار کروں گا۔ کاش وہ میرے نعت و درود کے سرود کو سُن لیں!

ژہٕ اے بادِ صبا! طاقت ہبا چھُوی
شباہ واتِک جزا ضایع نبا چھُوی
ژہٕ جستہ دست بستہ گرٕ ھتہ راہی
ونِس آہستہ آہستہ کماہی

اے بادِ صبا! تجھے خدا نے اتنی طاقت دے رکھی ہے تُو ایک رات روضۂ رسولؐ پر پہنچے گی۔ خدا تجھے جزا دے گا۔ تو ذرا اُڑ کر چلی جا، ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ حضورِ رسالت میں میرا حال عرض کر۔

شہنشاہا شفاعت دستگاہا
کران چھُوی عرض کوشُر عذرخواہا

اے شہنشاہ! اے شفاعت دستگاہ! ایک کشمیری عاجز اور عذر خواہ آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔

ز مہجوری بر آمد جانِ عالم
ترحم یا رسول اللہ ترحم (جامی)

دوری سے ساری دُنیا کی جان پر بن آئی ہے۔ اے یا رسول اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائیے رحم!

شہ تہ تره[۳۶] قرنہ گے دورِ زمانس
کھٹُو مو کھ بیوٹھ نے سُوی دکھ جہانس

۳۶ قرن گذر گئے، جب سے آپ نے اپنا روئے منوّر چھُپا لیا ہے تب سے دُنیا اس گھاؤ کو بھر نہ سکی!

ز بے برگی تلف گو امتک باغ
بہارا یم چھہ چانی دُورِہ پرکی داغ

اُمت کا ہرا بھرا باغ بے سروسامانی کی حالت میں اُجڑ گیا۔ اے بہارِ حیات! یہ سب آپ کے ہجر کے داغ ہیں۔

مماتک پردہ چھُ تھاوِتھ حیاتس
لگن قربان حیاتی اتھ مماتس

حیات پر آپ نے مماتِ ظاہری کا پردہ ڈال دیا ہے اور یہ ممات تو وہ ہے جس پر ہزاروں زندگیاں نثار کی جا سکتی ہیں۔

حیاتی چانٛی جان در جسمِ کونین
بُستھ بیتھ گاش دوٚن چشمن چھُ یٚین

آپ کی حیات تو کونین کے لئے رُوح اور جان کا درجہ رکھتی ہے اور آپ ہی کی حیات اس طرح ظاہر و مستور ہے جس طرح دو آنکھوں کے پردوں میں دیکھنے کی قوت مستور اور آشکار ہے۔

ینہٕ شُت امریولُو ڈایھ ترٛٲوُو
تینہٕ کیٚتیٚن بصورت پان ہوُوُو

جب سے آپ نے امرِ الٰہی کی متابعت میں انتقالِ ظاہری فرمایا اور محوِ خواب ہوئے تب سے آپ نے لاتعداد مقبول بندوں کو عملاً اپنے دیدار سے نوازا۔

دنیاٰ جاہل مرُن اتھ خوابِ نازس
مجازس موٚت گمُت کوٚت واتہِ رازس

اس خوابِ ناز کو جو موت کہتا ہے وہ جاہل ہے، مجاز کا دیوانہ ہے اور اُس سے یہ توقع رکھنا لاحاصل ہے کہ وہ راز اور حقیقت کو سمجھ سکے۔

بہ خلوت میٹھ نیٚندر زیٹھ تراوِنی
مناسب ما چھُ اُمت مُشراوِنی

خلوت میں جاکر طویل خوابِ راحت کے مزے لے لینا اور امت کو بھول بیٹھنا کچھ اچھا نہیں لگتا۔

ترواہ شت ورِی گوٚر روپوش رُوزتھ

گژھِ ہو بیدار دوٚنی یم زار بوُزِتھ

آج ۱۳۰۰ برس ہوئے کہ آپ ہم سے کنارہ کش ہوگئے ہیں۔ اب ہماری عاجزی سُن کر بیدار تو ہو جائیں!

شبِ ہجرت تہُند گوَ زِیوٗٹھ وارا ہ
تبِ فرقت تہُند پیٚو کرِیوٗٹھ وارا ہ

آپ کی جُدائی کی رات تو بہت طویل ہوگئی۔ آپ کے فراق کا درد تو بڑا کٹھن ہو رہا ہے۔

جگر توٚلمُت چھہُ مشتاقن فِراقن
تہُندِی اشتیاقٕکی احتراقن

مشتاقوں کے دِل و جگر کو آپ کے فراق نے بھوُن کر رکھ دیا ہے اور آپ کے اشتیاق کی سوزش نے ہمیں جلا کر رکھ دیا ہے۔

ییٚولِلہ چھنیٚن دولت، انیٚن گاش
ہیٚیوِ نامُٹھ دِیوِنا درشُن اے کاش

خدُا کے لئے آئیے۔ آپ مُفلسوں کی دولت اور اندھوں کے لئے نوُر ہیں۔ ہم پر احسان کر، اور دیدار کی دولت سے مشرف فرما!

لٹے اکہِ یِت گٹے منز گاہ ترآوِ
شباہ انوارِ مہ رخسار ہاَوِ

ایک بار میرے ظلمت کدے کو منوّر فرما۔ ایک رات اپنے مہ رخسار کا نوُر مجھے دِکھا۔

دُچھوئیم پانہ تمُو وُچھ ذاتِ معبود

گواہ تتھ مَن رآنی چھُنْ فرمود

جس نے آپ کو دیکھا، اُس نے خدائے بزرگ کی ذات کو دیکھا۔ اس پر مَن رآنی فقد رأ اللہ کی حدیث گواہ ہے۔

کفن ترأوِ قبا پرأوِ لبا مان

شباہ نیرِو دوہا پھیرِو خرامان

کفن کو چھوڑ کے لباس زیبِ تن فرمائیے۔ ایک رات تشریف لائیے اور خراماں خراماں گُل گشت فرمائیے۔

لبوٗ طوٗبیٔ قدس تل اَسی چھیپَن جاے

یِوٗ لارن گنہگارن کرِو پاے

ہم قدِ طوبےٰ کے نیچے امان اور پناہ حاصل کریں گے۔ ہم سب گنہگار دوڑ کر آپ کے پاس آئیں گے۔ ہماری چارہ جوئی فرمائیے۔

ڈیکھ بوڈ کیاہ سہ با صد نیک نامی

ڈیکس ییس لوگ تہنْد داغ غلامی

وہ آدمی کتنا بلند اقبال اور کتنا نیک نام ہے جس کے ماتھے پر آپ کی غلامی کا داغ سورج کی طرح چمکتا ہے۔

کھٹِت رُوٗدُک رٹِتھ ملکِ بقاجاے

پھوٹُم سینہ ژوٹُم کولن جگر واے

آپ ہم سے چھُپ کر بیٹھ گئے اور مُلکِ بقا میں آرام فرمایا۔ میرا سینہ شق ہوا جا رہا ہے۔ عشق نے میرے جگر کو پاش پاش کر دیا ہے۔

گمُژ چھم گارہ کر لارَے مدینس
پیٚمژ چھم نارہ چھل سیپارہِ سینس

مجھ پر عشق کا غلبہ ہوا ہے۔ وہ دن کب آئے گا جب میں مدینے کی طرف دوڑ بھاگوں۔ میرے دِل صد چاک پر آگ کا ایک شعلہ جھپٹ گیا ہے۔

میہٕ رُو زٕم بڑا نت با صد رو سیاہی
پرن پی پی کرن چھُس عذر خواہی

میں رُوسیاہ اور بد اعمال ضرور ہوں۔ مگر آپ کے لُطفِ بے پایاں کا اُمید وار بھی ہوں۔ آپ کے قدموں میں پڑ پڑ کر میں معذرت خواہی کر رہا ہوں۔ مجھ پر رحم فرمائیے۔

اُچھن منز زِ آب دیدہ کھو رچھلے بو
منہٕ فُلِ سنگِ پایا پادن سلے بو

میں اپنی آنکھوں کی طشت میں آپ کے پاؤں کو دھولوں گا اور اس کے لئے اپنے آنسوؤں کا پانی استعمال کروں گا۔ اپنی آنکھوں کی پتلیوں سے آپ کے پاؤں کو سہلاتا رہوں گا۔

بوٗ کوٚرمُت مارہ چھُس نفسِ امارن
دُ چھو کو تاہ چھُس یمہٕ شاہمارن

مجھے نفسِ امارہ نے تباہ و برباد کیا ہے۔ دیکھئے اس نفس نے مجھے اژدھا بن کر کس طرح ڈس لیا ہے۔

پیوٗ ڈُلی در بدن چھُم زہر آں مار
ہیُیوٗ مُلی میہٗ دِیو تریاق دیدار

ذرا جلدی تشریف لایئے۔ میرے بدن میں اس اژدھا کا زہر سرایت کر رہا ہے۔ مجھے خرید کر آزاد فرمایئے۔ اپنے دیدار کے تریاق سے اس زہر کے اثر کو زائل کیجئے۔

تہُند موکھ ڈِیشتھی یِم چھو کھ بلن مے
دِلکی ژھوکھ دادِی سارِی دوکھ ژلن مے

آپ کا رُوئے نازنین دیکھتے ہی میرے زخم مندمِل ہو جائیں گے۔ دِل میں جو جلن ہے وہ دُور ہو جائے گی۔ دُکھ درد جتنے بھی ہیں اُن کا مداوا ہو جائے گا۔

بہارا جلوہ چانی گُل پھولن مے
ہزاراں خارِ غم از دِل ڈلن مے

آپ کا وجودِ ذی جود بہار کی طرح ہے۔ آپ کے ایک جلوے سے میری تمنّاؤں کے پھُول کھِل اُٹھیں گے۔ دِل میں جو ہزاروں غم کے کانٹے چبھے ہوئے ہیں وہ نِکل آئیں گے!

نظر کرتم مسِ قلبس بنیمٗ زر
گچھر کاسیمٗ تہٕ دِل آسیمٗ منوّر

آپ کی ایک نگاہِ کرم کافی ہے۔ میرا کھوٹا تانبا سونا ہو جائے گا۔ میری ظلمت دُور ہوگی اور میرا دِل جگمگا اُٹھے گا۔

بر بیداری لیاقت چھم نہ آیا
بخواب ہا وِیِم رُخ تراُوِیُوم سا!

میں اس لایق تو نہیں ہوں کہ آپ بیداری کے عالم میں مجھے اپنا رُوئے مبارک دِکھائیں۔ کم از کم خواب میں تشریف لا کر مجھے دیدار عنایت فرمایئے اور مجھ پر اپنے کرم کا سایہ کیجئے۔

پھرِیو رایاہ میہ کُن نیتہٕ چھم نہ جایاہ
پھرِیو مایاہ، کرِیو وۄنی میوٚن پایاہ

میری طرف توجہ مرکوز فرمایئے۔ اگر آپ ایسا نہ فرمائیں تو میرا ٹھکانہ کہیں نہیں میرے ساتھ محبت سے برتاؤ فرمایئے اور میری چارہ جوئی کیجئے۔

تُہنٛزی ستھ پیٛٹھ وَت چھم میہ چاُلی
شہا نادم گدا آسے سواُلی

آپ کا سہارا ہمیشہ سے میرے لئے ناز کا باعث رہا ہے۔ آپ بادشاہ ہیں اور نادم ایک بھکاری ہے اور آپ کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے۔

میہ ساریٚ عمر چھم گیمٕژ اُ بأ لی
گژھن کر وانہٕ زیں در دست خاُلی

میری ساری عمر ضائع ہو گئی ہے۔ آپ کی شفاعت سے اُمید رکھتا ہوں۔ آپ کے کرم کا محتاج ہوں۔ آپ کے دروازے پر اُمیدوار ہوں۔ لازم نہیں کہ مجھے خالی ہاتھ واپس لوٹا دیا جائے۔

بہ اُمیدِ عطا با صد خطا آس

عمل کینہہ چھیم نہ کرہِ زیم کلمہ کوٗیۍ پاس

سینکڑوں خطائیں لے کر آپ کے پاس عطا و احسان کی اُمید لے کر آیا ہوں۔ میرے پاس اعمالِ صالحہ کا کوئی سرمایہ نہیں۔ ایک رعایت کیجئے کہ میں بھی آپ کا کلمہ پڑھ رہا ہوں۔

شمایلِ شریف

نوٗرِہ اندام دِلرُبا سآرِی

تانہٕ کھوتہٕ تان خوشنما سآرِی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اندام دِلربا اور دِلکش تھے۔ اور اعضا کو جب دیکھئے تو ایک سے ایک خوبصورت اور جاذبِ توجہ نظر آئے۔

معرکن منز شہٕ سرورِ والا

قد میانہٕ تھدیٖن گژھان بالا

گروہوں اور جماعتوں میں حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کا قدِ مبارک دُور سے نظر آتا تھا اور تمام میانہ قد لوگوں سے اُونچا نظر آتا تھا۔

بوٚڈ تمِن بو سر لعمرک تاج

چھُک خُدا داد دون جہانن راج

وہ سرِ مُبارک جس پر حق تعالیٰ نے لعمرک کا تاج رکھا تھا، بڑا بڑا تھا۔ اس کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ مشیتِ ایزدی نے اس سرِ مُبارک پر دارین کی بادشاہی کا بوجھ رکھا ہے۔

سوٚم تمن قد ولے برعنایی
بوٚڈ تمن سر مگر بزہبایی

قدِ مبارک اُونچا ضرور تھا مگر ساتھ ہی دِل کش بھی تھا۔ سرِ مبارک اُن کا بڑا ضرور تھا، مگر اس کے ساتھ وہ بہت حسین اور زیبا بھی تھا۔

موی خوشبوی گوٚن سرٕس اوٗسکھ
عنبر و مُشک انبرس اوٗسکھ

سرِ مبارک پر بال گھنے گھنے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے مُشکِ عنبر کا ایک ڈھیر ہے۔

ژھوٚٹ تھوٗوکھ موے تانبرٕ مہٕ گوش
یلہٕ تھوٗوک زِیوٗٹھ پیوٚکھ تا سرِ دوش

جب آپ نے اپنے بال کم کردئے تو وہ کانوں کی لوؤں تک رہتے تھے۔ زیادہ رکھتے تو کاندھوں تک آجاتے تھے۔

سُم کڈِتھ رُم بشانہٕ تیٚرن آسی
ژور گیسو دٕ سوی پیران آسی

بالوں کے بیچ میں مانگ نکال لیا کرتے تھے اور ان میں ہر روز کنگھی کیا کرتے تھے۔ اپنے گیسوؤں کو سر کے دونوں طرف لٹکالیا کرتے تھے۔

رُت کشادہ جبینِ نوٗرانی
سوٗرہٕ نوٗر کوٗہی سو پیشانی

جبینِ مُبارک حسین اور نوٗرانی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ سوٗرہٕ نوٗر کا عنوان ہے!

آینکی پأٹھ گینی بویک نہ ڈیکس
سُہ تھند ہیُو ڈیکہ بجر تہ چھ وکس

آئینے کی طرح آپ کی جبینِ مُبارک شکنوں سے پاک تھی۔ وہ بڑی بڑی پیشانی اس بات کی دلیل تھی کہ آپ کے برابر کوئی اور خوش قسمت نہیں۔

زُر سیاہی اُچھن سفیدی جان
آسہ مازاغ چشمہٕ کیاہ شوبان

آنکھوں میں سیاہی زیادہ اور سفیدی درمیانے درجے کی تھی۔ آپ کی مازاغ آنکھیں بہت خوبصورت اور دِل کش تھیں۔

نٔست زأوِج بویک درأزی سان
تھز ہناہ بڑ ونھٕ سُنٛد مو یاہ منز جان

آپ کی ناک پتلی اور لمبی تھی۔ آگے کی طرف سے قدرے اُوپر کو اُبھری ہوئی اور بیچ میں ذرا پست، مگر تھی بہت خوب صورت۔

خصائل نبوی

اُسہ ابرِ سخا و بحرِ کرم
ابر و بحر از سخا متن نِش کم

آپ جود و سخا اور احسان و کرم کے معاملے میں بے مثال تھے۔ برسانے والے بادل اور مالامال سمندر آپ کے جود و سخا کے مقابلے میں بہت کم نظر آتے تھے۔

اوسس تسلیم و صبر در ہر حال
زہد و تقوےٰ رضا مِتن بہ کمال

تسلیم و رضا، صبر اور زہد و تقوےٰ کو آپ نے کسی حال میں ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

اوسُمت ژھکھ سیٹھاہ ہیا حضور
مہ کھہ پتھ دِتھ کونہہ کُرکھ کانہہ قصور

آپ حد سے زیادہ باحیا تھے۔ کسی کے سامنے اُس کی دلآزاری نہ کرتے۔

اوسُمت ژھکھ نہ کِبر و خود بینی
عیب جوئی نہ زاہ سُخن چینی

آپ کبر و خود بینی، عیب جوئی اور سُخن چینی کے عیوب سے بالکل پاک تھے۔

غیبتاہ کانسہ ہُنز کرُکھ نہ بعمر
زاہ وناوُنی مِتن سُرکھنہ بعمر

آپ کی ساری زندگی میں کسی نے نہ دیکھا کہ وہ پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی کر رہے ہوں یا ایک کی باتیں دوسرے سے کر رہے ہوں۔

ژھکھ نہ زاہ فحش بر زباں اوُمُت
ہجو یا ٹھٹھہ یا اپُز وُنمُت

فحش کلامی کبھی اُن سے ظاہر نہیں ہوئی۔ آپ نے کسی کی بدگوئی نہ کی۔ ہزل سے کام نہ لیا۔ اور نہ کبھی جھوٹ بولا۔

اُسی پاک از بخیلی و امساک
وزِ دغا و حسد تہٕ پاک از پاک

بخل، کنجوسی، دغا، حسد اور فریب سے آپ کا وجود بالکل پاک اور صاف تھا۔

ظُلم تہٕ غصہٕ کأنِسہٕ کوٚر نہٕ تِموٚ
درِ جور و جفا مُژرُٕ نہٕ تِموٚ

ظُلم اور غصّہ سے آپ نے کبھی کام نہیں لیا اور کسی پر جور و جفا کا دروازہ انہوں نے نہیں کھولا۔

بوزِ مُت چھکنہٕ زاہ گیوٚن تہٕ سرُود
زاہ تِمِن مجلِسَن کوٚرُکھ نہٕ وِرود

آپ نے کبھی موسیقی اور گانے بجانے سے شغل نہ فرمایا۔ اور نہ کبھی اس قسم کی محفلوں میں تشریف ہی لے گئے۔

سون مولا محمد عربی
مربّی سون رہنما تہٕ نبی

ہمارے مولا، ہمارے آقا، ہمارے مُربّی اور ہمارے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سأنی غم خوار تہٕ رفیق و شفیق
ماجہ مأئِس کھوٚ تہٕ علے التحقیق

وہ ہمارے ماں باپ سے بڑھ کر ہم پر رفیق و شفیق ہیں اور ہمارے غم خوار ہیں۔

پُشت دِتھ باستونِ حنّانہٖ

خُطبہ خواں اُسی خاصہٖ الحانہٖ

حضور پر نور ستونِ حنّانہ کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑے ہوتے اور خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

کینژھِ کالؠ خطبہ ہیر پیر دوکھ
تتھ تھمس سیتؠ پُشت دِیُون ترووکھ

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے منبر کو زینت بخشی اور اُس ستون کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑا ہونا چھوڑ دیا۔

دود تھمَن از فراقِ آں سرورؐ
نوحہ تہٕ نالہٕ بوزہس اکثر

ستون نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا شروع کیا اور اُس سے لوگوں نے اکثر آہ و زاری کی آوازیں سُنیں۔

گےٚ زِ دُنیا تہٕ یلہٕ سپنہٕ روپوش
رود یارَن قرار وراحت دہوش

جب حضورؐ ظاہری طور پر انتقال فرما گئے تو آپ کے دوستوں اور ہم نشینوں کی جان پر بن آئی۔ اُن کا صبر و قرار اور راحت و ہوش گُم ہو گیا۔

مرکباہ خاصہ اوسمُت یعفور
گو تمِس شہسوارٕ پیٹھ مہجور

اُس وقت حضورؐ کے پاس ایک خاص اُونٹنی تھی۔ جس پر وہ اکثر سوار ہوا کرتے
اس اُونٹنی کا نام یعفور تھا۔ اُس سے بھی اس کا شہسوار چھن گیا اور وہ اکیلی رہ گئی۔

کھیوٚن تہٕ چوٚن ترٛوو تمہٕ فراق ہیوٚتن

یان ترٛووُن بچہ جان دِیوتن

اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ رسول کریمؐ کے فراق میں وہ گھلتی رہی۔ اُس نے اپنے
آپ کو کنوئیں میں گرا دیا اور جان دے دی۔

بے زبانن یہِ عشق بے جانن

واتہِ کیاہ آدمی مسلمانن

عشقِ رسولؐ کے معاملے میں یہ حال بے زبانوں اور بے جانوں کا ہے۔ اس سے
تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ ایک مسلمان پر عشقِ محمدی کے سلسلے میں کیا لازم آتا ہے۔

پزِہ آسُن تہند محبت تہ شوق

مالہِ اولادہ جانہٕ کھوتہٕ مافوق

ہر مسلمان کو رسول کریمؐ کی محبت اپنے مال، اپنی جان اور اپنی اولاد سے زیادہ
ہونی چاہیئے۔

یس نہٕ آسی تہند محبت پوٗر

سُہ چھُ تِمن نِش چھُ دوٗر نامنظور

جس کے دِل میں حضورؐ کی پوری محبت نہیں ہوتی وہ حضورؐ سے دُور اور اُن کے
دربار سے مردود اور نامنظور آدمی ہے۔

یس نہ پڑھ پڑھ تہنز چھ نادانس
تس چھُ خوفِ زوالِ ایمانس

جس مُسلمان کے دِل میں حضورؐ کا اعتقاد اور اُن کی محبت نہیں وہ اَن جان کیا جاتا ہے۔ خدا محفوظ رکھے، اُس کا ایمان خطرے میں پڑنے والا ہے۔

باوجودِ گناہگار یہا
یُس تہند تس اُمیدوار یہا

گُناہ اور نافرمانی کے باوجود ہر وُہ شخص رحمت کا اُمیدوار ہے جو رسولؐ کے ساتھ وابستہ اور اُن کا عاشق ہے۔

شمایل شریف کے ساتھ نعت

یا حیواۃ النبیؐ درود و سلام
تحفہِ سوزن اَسہِ چھ بشوق مدام

یا رسول اللہؐ ہم آپ پر درود و سلام کا تحفہ شوق کے ساتھ ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں۔

یی چھ اسہِ دسترس قبول کرِ و
عاصین مُدعا حصول کرِ و

ہماری استطاعت بس اِتنی ہے، اِس کو قبول فرمائیے۔ ہم گناہ گار ہیں، ہمارا مُدعا منظور فرمائیے۔

شولہ وُن نار وُوتھ فراق تہند
موِلہ تب لولہ اشتیاق تہند

آپ کی جدائی جلتی آگ کی طرح بھڑک اُٹھی۔ آپ کا اشتیاق ایک زبردست تپ بن کر ہماری ہڈیوں کو جلانے لگا۔

پھا لیاقت گناہگار اُچھیو
ڈیشہٕ ہوّت کالی اشکبار اُچھو

ہماری گناہ گار آنکھوں میں اِتنی اہلیت تو نہیں کہ کبھی ہم اپنی اشکبار آنکھوں سے آپ کی زیارت کریں۔

کرہو فرش عرش سا یادن
چشمہ تہ کاش تھاوِہو لادن

اگر آپ ہم پر احسان اور فضل کریں اور اجازت بخشیں تو ہم آپ کے اُن قدموں کو، جنہوں نے عرش کو پامال کیا، اپنی آنکھیں اور آنکھوں کا نور نثار کردیں۔

اسہِ تہند خاکِ پا دوا چشمن
لاگہو عمدہ توتیا چشمن

آپ کے پاؤں کی دُھول ہماری آنکھوں کا نور بڑھانے کی دوا ہے۔ کاش وہ ہمیں ملے اور ہم اس عمدہ قسم کے سُرمے سے اپنی آنکھوں کا علاج کریں۔

دفعتہً غفلتکی عُمی ژلہن
یِم غطا عِلّت خطا بلہن

اگر ہمیں یہ سُرمہ ملے تو غفلت کی نابینائی دُور ہوجائے گی۔ ہماری آنکھوں سے پردے ہٹ جائیں گے۔ گناہوں کی تمام بیماریاں دُھل جائیں گی۔

اُسی ڈُکرِ تِتھ بکرِ کتیٖت آنو

عیب عصیان پننی وُنِتھ زانو

ہم بدبخت وہ مُنہ کہاں سے لائیں کہ اپنے اُن عیوب کو ظاہر کریں جو گناہوں کی وجہ سے ہم پر مسلط ہو گئے ہیں۔

ڈاڈ کرِ در گناہ گاری ہا

واتہِ کوٗت شرح بے شماری ہا

ہم نے گناہوں پر مداومت اور استقامت کی۔ اگر ہم اپنے گناہوں کی شرح لکھنے بیٹھیں تو اس سے کبھی فراغت ہی نہ ملے۔

در فلک کھتی گناہ انبارن

پشتہ ہا گے سیاہ طومارن

ہمارے گناہوں کے انبار آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ ہمارے نامۂ اعمال کے سیاہ ورق اتنے جمع ہوگئے ہیں کہ ڈھیر کے ڈھیر لگ گئے ہیں۔

امرِ معروف ترأوی تہ مشرآوی

اُسی یم نہی تم سارِی اسہِ پرآوی

امرِ بالمعروف کے جو معاملات تھے وہ سب ہم نے ترک کیے اور فراموش کر ڈالے۔ نہی عن المنکر کی جتنی باتیں تھیں وہ سب کی سب ہم نے اختیار کیں۔

مومن آسِتھ تہِ پئے تہتینٕ کارن

یِم چھِہ مند چھِہ تہ عار کفارن

ہم مومن ہونے کے باوجود وُہ افعال کرتے رہے جو کافروں کے لئے باعثِ شرم و عار ہیں۔

زانہٕ وُنی یانہ اُسی چھہ اقرار آری
زندہ نیٖو دوزخس سزاوار آری

ہم خود جانتے ہیں۔ ہمیں اپنے گناہوں اور اپنے اعمال کا اقرار ہے۔ ہم تو اس بات کے مستحق ہیں کہ ہمیں زندہ دوزخ میں جلا ڈالا جائے۔

تھاوُمژ کتہٕ پاٗنی پانس جاے
از خجالت مُتھیٖن چھہ ہیمژ ہاے

ہم نے اپنی لُٹیا آپ ڈبو دی ہے اور اب حال یہ ہے کہ شرمندگی اور ندامت سے ہمارے مُنہ پر کالک لگ گئی ہے۔

وۄنی چھہ فقط تہنز سیٹھاہ بُڈ سَتھ
خستہ حالن ہہِ اُمید چھہ پَتھ

اب یا رسول اللہ صرف آپ کا سہارا باقی ہے اور ہم خستہ حالوں کے لئے لے دے کے یہی ایک اُمید باقی رہ گئی ہے۔

در اکرام وجوُد باز کرِو
دستِ لُطف وعطا دراز کرِو

اکرام وجود کے دروازے ہم پر کھول دیجئے اور لُطف وعطا کا ہاتھ ہماری طرف بڑھا کر ہمیں بچائیے

خستہ جانن تہٕ دِل پریشانن
سُست دِینن ضعیف ایمانن

لُطف وکرم کا ہاتھ بڑھایئے ہم خستہ جان اور دِل پریشان لوگوں کی طرف، اپنی توجہ مبذول فرمایئے ہم کمزور دین اور کمزور ایمان رکھنے والوں کی طرف۔

چارہ جوُیی زِ ذُوالجلال کرُو
اُمتی عاصِین پلال کرُو

اللہ جل شانہٗ کے پاس ہماری چارہ جوئی فرمایئے اور گناہ گار اُمتی کی پرورش کا سامان فرمایئے۔

اُمتی خاکسار چھو بانگہٕ
اُمتس سیتی اُسہ پرِو لانگہٕ

ہم خاکسار اور رُوسیاہ آپ کے حصے میں آئے ہیں۔ ہمیں اپنی نجات یافتہ اُمت کے ساتھ منسلک کر دیجیے۔

پتہ وت اُمتس چھہ پاسہ تہُند
اُسہ تے آخر چھہ لتہٕ داس تہُند

آپ کی اُمتِ مرحومہ کو صرف آپ کی ذاتِ بابرکات کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ ہماری طرف نظرِ کرم فرمایئے۔ آخر ہم بھی تو آپ کے دہلیز کے سنگِ در ہیں۔

عرضِ احوال سانہِ یوِشِن
سأنہِ حاجات پانہٕ چھہ روشن

اگر ہم اپنے احوال عرض کرنے بیٹھیں تو اس میں سالہا سال لگ جائیں گے۔ آپ ہمارے حالات سے بخوبی واقف ہیں، ہم کیا عرض کریں۔

شاد کرہٕ تون نادم عاصی
بدل وجان مُحِبّ و اخلاصی

یہ نادم جو دِل و جان سے آپ سے محبّت رکھتا ہے، جس کے دِل میں خلوص ہے، مگر جو گنہگار ہے، اُس کو بھی غم سے نجات دے کر مسرور فرمائیے۔

شہر آشوب

یہ چھُ کار اُزی کیٚن اسہِ دین دارن
تِزہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار
عام گےٚ چھنبہٕ تےٚ خاص لگی چھارن
تِزہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

آج کل کے ہم دین داروں کا تو وُہ حال ہے۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔ عام کھائی میں گر پڑے اور خواص خندق میں جا گرے۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

خاص و عام سأرِی دُنیا گارن
اسراف ژھارن بے شمار

بوچھ ہُتو ہوُ نی زن پے مُردارن
ترِزہ اوس تیلہِ کُفارن عار

خاص و عام سب دُنیا طلبی میں مصروف ہیں۔ سب کے سب اسراف کے بندے ہو گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ کُتے ہیں جو مُردار پر خونخوار بنے ہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

سادات رادِری تھدٕ پندارن
عادات بد چھک در اطوار
اصلیچ خصلتھ چھک نہ کِردارن
ترِزہ اوس تیلہِ کُفارن عار

سادات کو غرور اور نخوت نے برباد کر دیا ہے۔ اُن کے عادات و اطوار سب بُرے ہیں۔ اُن کے کردار میں صحیح خصلت ایک بھی نہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

خوجہ زادہ ہیجہ وتہ کج رفتارن
خوجہ زادگی نِشہ ناہنجار
ذائلتی چھہ ذاتھ ہندی استکبارن
ترِزہ اوس تیلہِ کُفارن عار

خواجہ زادے غلط راہ پر پڑے کج رفتار ہیں۔ خواجہ زادگی کے جو تقاضے ہیں اُس سے نابلد ہیں۔ انہیں صرف ذات پات کی بلندی نے جلا کر رکھ دیا ہے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے

پیر کرِ گمرٕہ نفسِ امارن
نیلی باطن بوزِ اظہار
پانئے پانس چھہ مرتبہ کھارن
ترٕہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

پیروں کو نفسِ امارہ نے گمراہ کیا۔ بے محابا کرامتیں کرتے پھرتے ہیں۔ خود ہی اپنے آپ کا رتبہ بلند کرتے پھرتے ہیں اور اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

پرہیز پاتھنہٕ پرہیز گارن
زہد تے تقویٰ ترٲو یک بار
بدٕ یاہ اندٕ چھِنہ نیکو کارن
ترٕہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

پرہیز گار سب سے بڑے بدپرہیز ہیں۔ انھوں نے زہد و تقویٰ سب چھوڑ چھاڑ دیا ہے۔ خود ساختہ نیکو کار تمام بدیوں کے مرکز ہیں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

درویش پیشوا درٲے مکارن
فقرٕچ نہ اکھ رتھ مکرٕچ کھار
کوٹھِ میوٹھ مقصد چھکھ عیارن
ترٕہ اوس تیٚلہ کُفارن عار

خود ساختہ درویش مکاروں اور فریبیوں کے امام ہیں۔ فقر کا ایک ذرّہ نہیں، مکر منوں بھرا پڑا ہے۔ ان عیاروں کا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگ ان کے پاس آتے رہیں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

عالِم وقتکۍ طالِب چھہ دیارن
ظالِم زن چھی رشوت خوار
طمعن وُنہٕ واٲجھ بینا دارن
نِزہ اوس تیٚلِہ کُفارن عار

وقت کے عالم طلبِ زر میں گرفتار ہیں اور ظالموں کی طرح رشوت کھاتے رہتے ہیں۔ ان دیدہ وروں کی آنکھوں کو لالچ نے اندھا کر رکھا ہے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

مُفتی چھہ زاگان مُفتچن ہارن
جال سازی ہندی آموز گار
حیلہٕ ہیٚچھ ناوان چھی غدارن
ترِزہ اوس تیٚلِہ کُفارن عار

مفتی مُفت کی دولت کی تاک میں ہیں اور جعل سازی کے سبب سے بڑے اُستاد ہیں۔ دین سے غداری کرنے والوں کو بہانے سکھاتے ہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

بنہٕ کھٚے دُنیا دوہ ہن تارن

گرٛدھ کھٚے ہمہٕ سیتی دین وچارہ

مژِھر ماز کھیٚن یام رُٹِ قہارن
تِزہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

دو تین دِن کے لئے اگر اُنہیں دُنیا مِل جائے، چاہے اس سے دین بھی اُجڑ جائے تو وہ اس پر تیار ہیں۔ مگر جب خدائے قہار ان کو پکڑے گا تو ہتھیلیاں کاٹیں گے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

میر واعظ پیر تھدِ ہ تھوٚد کھارن
لحن رِتھ وعظ چھک ناہموار
فِتنچہ کتھہ چھی عوامن تارن
تِزہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

میر واعظ اپنے منبر کو اُونچے سے اُونچا بنواتے ہیں۔ وعظوں میں اُن کی آوازیں بڑی دِل کش مگر مضامین سخت ناہموار ہوتے ہیں۔ وعظ میں وہ عوام کو فِتنے کی باتیں سِکھلاتے ہیں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

نارہ ریٚہہ دِینچہ آک اَدتارن
نارہ وُوٚتھ خلقن بارہ آکھ دٚیار
توٗرہ گے فردن بیٚیہِ دستارن
تِزہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

دین کے نام پر میر واعظ فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ لوگوں میں عداوت پھیلی، واعظوں نے ہاتھ رنگے۔ دھسوں اور دستاروں کے انبار لگ گئے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے

کینٛہہ کرٕی واصلِ علمکۍ یارن
کینٛژن علم کھوٚت خرٕ سُند بار
کینٛہہ ژٕجھۍ علمکۍ کالہٕ شہمارن
ترٕز اوس تیٚلہٕ کُفارن عار

بعض لوگوں کو علم نے دوست بن کر واصلِ محبوب کیا۔ بعض لوگوں کے لئے علم گدھے کا بوجھ ثابت ہوا۔ بعض لوگوں کو علم نے کالا ناگ بن کر ڈس لیا۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

دِیدہ اوٚن وتہٕ پکہٕ لورہٕ سیتی سارن
دِلہٕ اوٚن ڈیشہٕ کو وچھِنٛب تےٚ چھار
خاصہٕ سۆی غلق پیٚس پتہٕ پتہٕ لارن
ترٕز اوس تیٚلہٕ کُفارن عار

آنکھوں کا اندھا لاٹھی کی مدد سے راستہ چل سکتا ہے۔ دِل کا اندھا کھائی اور خندق میں تمیز کیسے کر سکتا ہے، خاص کر جب اس کے پیچھے لوگ عقیدت سے دوڑ رہے ہوں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

وٕنہٕ ہا بیٚیہٕ کینٛہہ تتھ چھُس تھارن
عام لوٗکن ہندی بد کردار
خدٕ رٹھ زیٚو پانہٕ آدہ ما مارن
ترٕز اوس تیٚلہٕ کُفارن عار

میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا۔ مگر ڈرتا ہوں کہ عوام کا کردار بہت گھٹیا اور پست ہے۔ اے میرے نفس! اپنی زبان کو محدود کر، نہیں تو خواہ مخواہ پٹ جائے گا۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔